115

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جون2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال12-2011پر عام بحث

117

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

منگل،14۔جون 2011

(یوم الثلاثہ،11۔رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا (38) الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا (39) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (40)

سورۃ الأحزاب آیات 38 تا 40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے اُن کے لئے مقرر کر دیا اور جو لوگ گزر چکے ہیں اُن میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38) اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ منگتا تیرا
اِس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا
دستگیری میری تنہائی کی تُو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا
پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے ہی نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں یہ کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

تحاریک استحقاق
پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ کارکردگی رپورٹ
بابت سال2010کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔پہلی تحریک استحقاق نمبر45 جس کے بارے میں کل بات کی تھی اُسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 51 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔اسے پیش کریں۔

نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

محترمہ سیمل کامران: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ National Finance Commission کی recommendations اسمبلی میں پیش کرے۔مذکورہ آرٹیکل میں provided ہے کہ:

> "160(5) the recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

علاوہ ازیں تحریک استحقاق کے بارے میں Rule 70(a) میں provided ہے کہ:

> "70(a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law."

آئین اور rules کی اس واضح provision کے باوجود حکومت نے مذکورہ recommendations ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کیں اور اس طرح حکومت آئین کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس کی رپورٹ آ رہی ہے۔ جیسے ہی آتی ہے تو انشاء اللہ پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ سے ابھی پتا چلا ہے کہ رپورٹ اسمبلی میں receive ہو چکی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): پھر پیش کر دی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!کل بھی ایک تحریک استحقاق کے بارے میں لاء ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہی کہا گیا تھا کہ وہ رپورٹ اسمبلی میں آ گئی ہے لہذا پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: میں نے اسی لئے اُس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر آج وہ رپورٹ آ گئی ہے تو اس motion کو distribute ہوئے آج تیسرا دن ہے پھر یہ lay کیوں نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: میں نے اپنے دفتر سے پوچھا ہے اور پتا چلا ہے کہ رپورٹ آ چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پھر وہ ہاؤس میں lay کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، وہ ہاؤس میں lay نہیں ہوتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ نہیں ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ اپنے پاس رکھ کر بیٹھ جائے بلکہ اس کو اسمبلی میں پیش کرنے کا کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رپورٹ lay نہیں ہوتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!رپورٹ یہاں ہاؤس میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جس دن بزنس آئے گا اُس دن پیش ہو گی۔ اس تحریک استحقاق کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ dispose of کیسے ہو سکتی ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!ابھی تو وعدہ وعید چل رہا ہے کیونکہ رپورٹ ابھی تک lay نہیں ہوئی، صرف receive ہوئی ہے اور یہ in between گھوم رہی ہے لہذا آپ ٹائم عطا فرما دیجئے گا کہ معزز وزیر اسے lay کر دیں۔ اگر lay کرتے ہیں تو ہم withdraw کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اگر lay نہیں کریں گے تو دوبارہ مجھے بتا دیجئے گا میں اِس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دوں گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق یہ دوبارہ تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس حوالے سے اُن کا استحقاق موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، اگر یہ پیش نہ ہو تو آپ دوبارہ مجھے بتا دیں، اس observation کے ساتھ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اب ہم بجٹ پر عام بحث کی طرف چلتے ہیں اور آج کے پہلے مقرر چودھری ظہیر الدین صاحب ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری ایک نئی تحریک استحقاق ہے۔ ضلع سرگودھا کے حوالے سے ایجوکیشن سے متعلق ایک سوال تھا جس پر وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی تھی لیکن وہ نہیں ہوا۔ پھر میں نے assurance کمیٹی کے لئے بھی درخواست دی لیکن اس کا جواب نہیں آ سکا۔ اس حوالے سے میں نے تحریک استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی ہے۔ اگر شفقت فرما دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: میں اسے چیک کراتا ہوں۔ اگر ہوئی تو اسے کل لے لیں گے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب! بحث کا آغاز فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ میزانیہ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے جو اجازت مرحمت فرمائی ہے تو یہ بطور پارلیمانی لیڈر اور اس ایوان کے ممبر ہونے کی حیثیت سے میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں آپ کے حضور، آپ کی وساطت سے کابینہ کے ممبران کو اور ہمارے ساتھی جو مقتدر عہدوں پر تشریف رکھتے ہیں، کی خدمت میں چند معروضات پیش کروں گا جس میں کچھ میری نشاندہیاں ہوں گی اور کچھ تجاویز ہوں گی کیونکہ ہمارا یہی کام ہے۔ میں اور میری ٹیم اس کے لئے prepared ہیں اور ہم ہمیشہ پچھلے تین سال سے جو کردار ادا کرتے آئے ہیں اسی کا تسلسل جاری رہے گا اور یہ معروضات صوبہ کے عوام کی بہتری، better governance کے لئے، better administration اور بہتر financial management کے لئے ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو بجٹ پڑھا گیا یہ on the face of it پچھلی تینوں کتابیں یہاں پر محفوظ پڑی ہیں جو کہ میڈیا کی نظر سے بھی گزری ہوئی ہیں چونکہ وہ پڑھے جانے کے بعد پرنٹ ہو چکی ہیں اور ہوا میں تحلیل نہیں ہوئیں اور ان کا ایک پرنٹ موجود ہے اور یہ چوتھا پرنٹ بھی آگیا ہے جسے کامران مائیکل صاحب نے نہایت ہی اچھے انداز میں پڑھا اور well worded ان کی deliverance تھی لیکن یہ صفحے تبدیل کر کے 2008 کا بجٹ ہی پڑھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: 2008 کا ہی بجٹ پڑھ دیا ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! جو کچھ پہلا بجٹ تھا اور اس میں جو کچھ کہا گیا وہی پھر دوسرے، تیسرے اور اب چوتھے میں بھی دہرا دیا گیا۔ میں آپ کے سامنے چند ایک چیزیں رکھتا چلوں کیونکہ کافی لمبا یہ سلسلہ ہے۔ 2008 میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ 350 میگاواٹ بجلی صوبہ پنجاب میں پیدا کرنے کے لئے بجٹ مہیا کر دیا گیا ہے اور اس سال پیدا کر دی جائے گی، بعد میں بھی یہی ہوا۔ اسی بجٹ میں بھی ملاحظہ فرمالیں کہ یہی لکھا گیا ہے کہ 250 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ یہ ایک نوید دی جاتی ہے کہ صوبہ پنجاب جسے مرکز کی طرف سے اور اٹھارہویں ترمیم کے لحاظ سے بھی صوبہ پنجاب کو 500 میگاواٹ تک بجلی پیدا کرنے کی اجازت بھی ہے اور فنڈز بھی ہیں لیکن فنڈز کی utilization کے لئے، ایک

capacity building ہوتی ہے، بیوروکریسی اور ٹیکنوکریٹس میں ایک confidence develop کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ساڑھے تین سال کے اندر یہ انتظامیہ کسی طور پر بھی ان میں یہ confidence develop نہیں کر پائی کہ اتنا بڑا بجٹ جب انہیں مہیا کیا جائے تو وہ کچھ deliver کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ سے پہلے Prebudget سیمینار ہوا تھا جس میں ہمارے حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کے تمام ساتھیوں نے اپنی تجاویز اور معروضات پیش کی تھیں جنہیں یہاں پر بیٹھ کر اس وقت کے وزیر خزانہ جو آج اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے note فرمایا تھا۔ ان کے note ہونے کی وجہ سے ان کی تحاریر کو گھاس نہیں ڈالا گیا یا پہلے کی روش کو جاری رکھا گیا۔ Pre-budget سیمینار کی reflection اس بجٹ کے اندر کہیں بھی نظر نہیں آتی جو کہ آنی چاہئے تھی ورنہ یہ ایوان ایک معنی خیز تقاریر کے لئے اور نتیجہ آمد exercise کے لئے بنا ہوا ہے جو کہ 9 کروڑ کے قریب لوگوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہے جسے عوام نے اپنا اعتماد دیا ہوا ہے۔ ہر نمائندہ جو کسی Chair پر بھی یہاں تشریف فرما ہے، جناب عالیٰ کی مقتدر Chair سے لے کر یہاں پر بیٹھے ہوئے 371 معزز ممبران ذمہ دار ہیں جو بڑی ذمہ داری سے اپنے حلقوں کے بارے میں اپنے تجربات سے عرض کرتے ہیں۔ لکھا جاتا ہے اور وقت دیا جاتا ہے اور پھر ان کے perks and privileges اس بجٹ کے لئے ملتے بھی ہیں لیکن جب بجٹ بنتا ہے تو ان کی reflection اس میں کیوں نظر نہیں آتی؟ اس کی وجوہات اس سال تو نظر آ رہی ہیں کیونکہ بجٹ بناتے وقت اس قسم کی صورتحال یہاں پر نظر آئی تھی کہ بجٹ بنانے کے لئے غالباً مرکز سے کسی سینیٹر کی خدمات لی گئیں، پھر اس کی بریفنگ کے لئے ہمارے سینیٹر یہاں پر تشریف لائے، پھر اسے پڑھنے کے لئے ایک وزیر صاحب سے دوسرے وزیر صاحب تک skip ہوتا رہا اور جب اتنے زیادہ مراحل طے کرنے تھے تو ایسے میں ساری کی ساری ترجیحات گم ہو جاتی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ good governance کے لئے صرف دعویٰ کافی نہیں ہوتا بلکہ on ground کچھ نظر آنا چاہئے اور اس بارے میں آگے عرض کرتا چلوں گا۔

جناب سپیکر! میں صرف ان papers کا ذکر کروں گا اور پھر اس کے بعد میں آؤں گا کہ اس بجٹ سے متعلقہ کچھ papers اور چیزیں یہاں آ چکی ہیں۔ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں ہے کہ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر چوہدری نثار علی خان نے محنت کر کے 70۔ارب روپے کی recovery وہاں سے کرائی جس کا وہ بہت pride لیتے ہیں اور اسے ایک authentic document کہتے ہیں۔ اسی

آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر پچھلے بجٹ میں 40۔ارب روپے قابل اعتراض اخراجات ہیں جو نہیں کرنے چاہیئں تھے۔ اگر اس رپورٹ کے ایک حصے سے چودھری نثار علی خان pride لیتے ہیں تو دوسرے حصے کے لئے ہم عرض کریں گے کہ پچھلے سال جو ہو گیا سو ہو گیا لیکن اس سال کا جو بجٹ ہے جو کہ مجموعی طور پر موجودہ حکومت کا چوتھا بجٹ ہے تو 1500۔ارب روپے یہ خرچ کر چکے ہیں اور ان کی جیبوں میں گیا disburse کرنے کے لئے اور 655۔ارب روپے کا بجٹ اس دفعہ دیا گیا ہے۔ اس کو ملا کر یہ 2000۔ارب روپے سے زیادہ کا بجٹ ہو جائے گا لیکن اگر عوام اس بجٹ کے استعمال ہونے کے بعد، صرف تقاریر پر نہیں اس کا reflection مال روڈ پر نظر آ جاتا ہے کہ کلرکس 24 گھنٹے، 12 مہینے ہڑتالوں پر ہیں، ڈاکٹرز ہڑتالوں پر ہیں اور پولیس والے ہڑتالوں پر ہیں۔ میں امن وامان کی صورتحال کے بارے میں بتاؤں گا کہ آج پولیس والوں نے ہائیکورٹ میں ایک رٹ کی ہے جس کے بارے میں آپ کے حضور عرض کروں گا۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے بجٹ کے بڑے دعوے کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اغیار کی امداد نہ لینے کا بھی یہاں پر اپنے عزم کا اعادہ کیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ 655۔ارب روپے میں سے 435۔ارب روپے غیر ترقیاتی بجٹ ہے اور 220۔ارب روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے ہیں۔ 65 فیصد غیر ترقیاتی اور 33 فیصد ترقیاتی بجٹ ہے تو اس 33 فیصد بجٹ سے کیا ترقی ہو گی جبکہ ریونیو recover کی short fall ان کی اپنی کتب کے اندر 30 فیصد پچھلے سال تھی اور utilization of funds کی percent short fall 40 ہے۔ 40 percent utilization تک کم ہو رہی ہے اور ریونیو collection میں دلچسپی کوئی نہیں ہے اور پھر مسائل اور وسائل کو couple کرنے کے لئے جس دانائی کی ضرورت ہے وہ collective wisdom اس ایوان کے اندر موجود ہے جو کہ اپوزیشن کو ملا کر ہوتی ہے۔ اس collective wisdom کے لئے ہم حاضر ہیں اور ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہم decency سے باہر نہیں جانا چاہتے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اگر پنجاب برباد ہوتا چلا گیا تو لوگ انہیں ہی نہیں بلکہ ہمیں بھی مطعون کریں گے کہ تم لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور تم نے بات نہیں کی۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 2008 میں غیر ملکی سرمایہ داروں کو خط لکھ کر یہاں سے بھگا دیا گیا۔ یہاں سے ماسٹر ٹرانزٹ، آئی ٹی سنٹر اور مبارک سنٹر والے چلے گئے۔ اب انہیں دوبارہ لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ foreign investment کی ایک پائی بھی اس صوبے میں نہیں آ

رہی ہے جبکہ یہ صوبہ پاکستان کا pride اور دل ہے۔ پاکستان کے دل و دماغ پر کسی کو اعتماد نہیں رہا ہے، جب کسی کو اس پر اعتماد نہیں ہے تو وہ اس دھڑکتے دل کی دھڑکن سنے گا اور نہ ہی اس دماغ کے فیصلوں پر عمل کرنے کے لئے قریب آئے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے تین سال پہلے 2008 میں اعلان کیا گیا کہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض کا بوجھ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ یہ printed ہے اور 2011 میں سرکاری اعداد و شمار بتا رہے ہیں کہ پنجاب تقریباً 500۔ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ ان کا تین سال قبل کا دعویٰ، ان کو تین سال کا ٹائم مل جانا اور اتنا ٹائم مل جانے کے بعد جبکہ ان کا اپنا دعویٰ ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو مقروض چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں، بے شک ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں لیکن ہم صوبائی اسمبلی کے ممبرز ہیں، ہم legislators ہیں اور مسلم لیگ (فنکشنل) کے سب ساتھی بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ ہمارا دست تعاون دراز ہے لیکن اس کام کے لئے جس سے عوام کی بہتری ہو۔ ان معاملات میں ہم دست کش ہو جائیں گے جن معاملات میں ہمیں عوام کے حقوق پر تلوار چلتی نظر آئی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ پنجاب کے عوام کو اس قرضہ جات سے نکالنے کے لئے کیا پلان ہے جو اس میں reflect کر رہا ہے؟ یہ بجٹ پڑھا گیا اور بتایا گیا کہ صوبہ 500۔ارب روپے کے لگ بھگ مقروض ہے۔ اندرونی قرضہ جات 84.5۔ارب روپے اور بیرونی قرضہ جات 15.5۔ارب روپے ہیں۔ ان قرضوں کے بوجھ سے نکالنے کے لئے کون سا پلان دیا گیا ہے؟ ایک surplus صوبہ جو deficit میں جا رہا ہے اس نے سدا deficit میں نہیں رہنا ہے۔ بہت دیر سے یہ پارٹی حکمرانی میں رہی ہے، 1985 سے پنجاب کی قسمت میں ان کی حکمرانی لکھی ہوئی ہے لیکن یہ deficit کا جو ڈول ہے، کشکول کو توڑے جانے کا دعویٰ لوگوں کو اس طرح محسوس ہو رہا ہے کہ کشکول توڑا نہیں گیا بلکہ اس کا سائز بڑا کر دیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس چھوٹے کشکول کو توڑ کر بڑا بنانے کے عمل کو روکا جائے اور یہ کشکول نہ ہو تو اچھا ہے۔ اس کے لئے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے 11۔جون کو بڑے فخر سے کہا ہے کہ بیرونی امداد سے ہم 160 منصوبوں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ یہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں اور یہ ان کی statement ہے جبکہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں اغیار کی کوئی مدد نہیں چاہئے۔ مجھے بتائیے کہ 160 منصوبہ جات جو زراعت سے متعلق ہیں ان کا کیا

مستقبل ہے؟ میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ یہ documents بول رہے ہیں اور میں documents کو پڑھ کر اپنی زبان سے دہرا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھتے جائیں، وہ جواب دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جی، بالکل۔ وہ ہمیں جواب دے دیں لیکن پنجاب کے عوام کو جواب نہ دیں بلکہ کچھ کر کے دکھائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ جواب دیں گے جس سے آپ مطمئن ہوں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! 11۔جون کو ایک قومی اخبار میں سفارتخانے کے ایک امریکی اہلکار کے حوالے سے بیان شائع ہوا کہ پنجاب میں امریکی امداد سے چلنے والے تمام پراجیکٹ معمول کے مطابق جاری ہیں اور پنجاب حکومت کی جانب سے کسی منصوبے کو روکنے کے لئے ہمیں کوئی لیٹر نہیں ملا ہے۔ یہ روزنامہ "جناح" کی authentic رپورٹ ہے۔

جناب سپیکر: آپ ماضی کی طرف جا رہے ہیں، مستقبل کی بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں اب کی بات کر رہا ہوں۔ اب کہا جا رہا ہے کہ اغیار کی مدد نہیں لیں گے اور میں بجٹ سے related بات کر رہا ہوں۔ اگر امریکن غیر نہیں ہیں تو پھر کہہ دیا جائے اور اگر وہ اغیار ہیں تو پھر ان کو یہ چٹھی اب تک کیوں نہیں لکھی گئی کہ اپنے منصوبہ جات یہاں سے wind up کریں؟ پنجاب میں 54۔ارب روپے سے محکمہ آبپاشی کے 14 منصوبے چل رہے ہیں۔ غیر ملکی امداد نہ لینے سے ان منصوبوں کا مستقبل کیا ہوگا؟ وزیر خزانہ wind up speech میں ضرور بتائیں۔ میرا ایک سوال ہے کہ 64۔ارب روپے کے آبپاشی کے 14 منصوبوں کا مستقبل کیا ہے اور یہ کیسے مکمل ہوں گے؟ بجٹ میں کہا گیا کہ 200۔ارب روپے سے زیادہ کا سیلاب میں نقصان ہوا۔ ایک نہایت ہی دکھی اور دردناک داستان ہے کہ سیلاب کے آنے سے پندرہ دن پہلے وارننگ کی گئی۔ لوگوں کو low lying areas سے ہمیشہ نکال لیا جاتا ہے اور قریبی سکول، عمارتیں، ہسپتال، ڈسپنسریوں کے برآمدے خالی کئے جاتے ہیں اور مخیر حضرات آگے آتے ہیں۔ جب سیلاب گزر جاتا ہے تو لوگ low lying areas میں پھر چلے جاتے ہیں۔ اس دفعہ پندرہ دن پہلے Meteorological Department کی وارننگ تھی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیلاب کمیشن کی رپورٹ سندھ اسمبلی اور خیبر پختونخواہ اسمبلی میں پیش ہو گئی یہاں پر ہم سب لوگ ان کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ صحیح طریق کار تو یہ

ہے کہ اگر کسی سے اختلاف ہو تو قانونی طریقہ استعمال کیا جائے لیکن یہاں سے تو cross کرتے ہوئے یا walk کر کے دوسری chair پر جاتے ہوئے بھی دیر نہیں لگائی جاتی۔ ان تمام حوالوں سے بھی ہم لوگوں کے rights کے custodian ہیں۔ یہ جو جسٹس منصور علی شاہ کی سیلاب کمیشن کی رپورٹ ہے اور میں آج کا اخبار ساتھ لے کر آیا ہوں جو میں جناب کی نذر کرتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

Punjab rewards officer found guilty by Judicial Commission. Officer says, he is not the only one to be blamed.

میں یہ خبر آپ کی نذر کرتا ہوں۔ یہ 11۔اپریل کو ہوم سیکرٹری کو دے دی گئی۔ 11۔اپریل سے لے کر اب تک کمیشن نے ساری رپورٹ آج چھاپ دی ہے۔ یہ اخباروں میں تو چھپ گئی ہے لیکن اس ایوان کے ممبران کے نصیب میں اور ان کی آنکھوں کی بصارت کے قابل نہیں تھی۔ یہ کیوں آنکھوں کی بصارت کے قابل نہیں تھی؟ کہا جاتا ہے کہ کمیشن مرکز میں نہیں بنایا جاتا تو پھر یہ کیوں چھپا رہے ہیں، کیا مسئلہ ہے اور اس کو کیوں چھپایا جا رہا ہے؟ وہ سیکرٹری جس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اس کو سیکرٹری انرجی لگا دیا گیا، اس کو elevate کر دیا گیا اور وہ کہتا ہے کہ not the only one to be blamed تو اس سے پوچھا جائے کہ who is the second, who is the third and who is the fourth man? (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہاں پر mismanagement کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ believe کرتا ہوں کہ چونکہ جناب وزیراعلیٰ کی پارٹی پاکستان میں overall political dust میں weeping میں آئی ہوئی ہے اور ان کو سارا کچھ سنبھالنا پڑتا ہوگا لیکن ان کو ٹائم دینا چاہئے اور پنجاب کے لئے اچھی ٹیم مرتب کرنی چاہئے۔ ہم اپوزیشن والے یہ نہیں چاہتے کہ یہ سیاسی طور پر برباد ہو جائیں کیونکہ ان کی سیاسی طور پر بربادی اگر ڈیڑھ سال مزید ہوئی تو وہ پنجاب کی مکمل بربادی ہوگی۔ یہ سیاسی طور پر سنبھل جائیں۔ اگر یہ سنبھلتے ہوئے نظر آئے تو یہ good governance ہوگی۔ اگر یہ good governance ہوگی تو good management ہوگی، اگر financial management ہوگی تو اس کی disbursement of account بھی properly ہوگی۔ اگر properly disbursement of account ہوگی تو پھر یہاں on ground projects بھی نظر آئیں گے۔ صوبہ پنجاب اگر پھلتا پھولتا اور بڑھتا ہوگا تو پھر اپوزیشن کے لوگ بھی خوش ہوں گے۔ وہ اس لئے خوش ہوں گے کہ ہم یہاں کے باسی ہیں۔ یہاں table turn ہوتے دیر نہیں لگتی لیکن یہ سب لوگ جو

یہاں بیٹھے ہیں یہ proper طریقے سے اِدھر آئیں یا یہ proper طریقے سے ہی اُدھر جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے کسی بھی قسم کی لوٹا کریسی کے ذریعے اُدھر جانے والا کوئی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب یہ دیکھئے کہ 2008 میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ 350 میگا واٹ بجلی بنائی جائے گی اور اس میں لکھا گیا کہ 200 ڈیمز بنائے جائیں گے۔ پچھلے سال کا ریکارڈ گواہ ہے۔ بجٹ کی speech منگوا لیں 200 سال ڈیمز کے لئے 20 کروڑ روپیہ رکھا گیا۔ اب یہاں پر کوئی بھی کابینہ کا ممبر بتائے کہ 20 کروڑ روپے میں 200 سال ڈیمز بنائے جا سکتے ہیں، یہ 20 کروڑ روپیہ کہاں استعمال ہوا اور کس نے کیا؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آج بھی 200 ڈیمز بنانے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور وہ 200 ڈیمز اس دفعہ 16 کروڑ روپے میں بننے ہیں۔ پتا نہیں کیا ہوا ہے، سیمنٹ سستا ہو گیا ہے یا ریت سستی ہو گئی ہے۔ پچھلے سال 20 کروڑ روپے میں 200 ڈیمز بننے تھے اس سال وہ 16 کروڑ روپے میں بننے ہیں۔ اتنی رقم میں swimming pools تو بن سکتے ہیں ڈیمز نہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: swimming pools پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اب میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا۔ اس سے پہلے میں ایک استدعا کرنا چاہتا ہوں چونکہ لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں جسٹس منصور علی شاہ کی جو سیلاب کے حوالے سے رپورٹ ہے اس کو جلد سے جلد ایوان میں پیش کیا جائے۔ بیوروکریسی نے یا جس نے بھی بربادی کا طوق حکومت کے گلے میں ڈالا ہے ان کے ساتھ یہ properly deal کریں۔ لاہور میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی خراب ہو چکی ہے کہ "آج" ٹی وی کے ایک critic اور یا مقبول جان جو مکمل data کے ساتھ بات کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ پنجاب میں جرائم کی شرح بہت بڑھ گئی ہے ان کے مطابق 13,000 ڈکیتیاں اور چوریاں پنجاب میں ایک دِن کے اندر ہو رہی ہیں۔ یہ اس قسم کی صورتحال ہے، جنگل کا قانون ہے۔ پہلے لوگ چور، ڈاکوؤں کے ڈر سے کہتے تھے کہ باہر جائیں تو کوئی valuable ساتھ لے کر نہ جائیں لیکن اب تو وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کوئی valuable نہیں لے کر جائیں گے تو وہ آپ کو مار دیں گے، تھوڑے بہت valuables ڈاکوؤں کو دینے کے لئے ساتھ لے کر جائیں۔ اب اگر کوئی ڈکیت ملتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکو بھائی جان یہ ایک موبائل اور تھوڑے سے پیسے ہیں یہ آپ لے لیں اور مجھے گھر جانے دیں، میرے بچے انتظار کر رہے ہیں۔ اس وقت یہ صورتحال ہو چکی ہے۔ یکم جون سے Elite Training

Centre کی بجلی منقطع ہے اور یہ خبر اخبار میں آچکی ہے۔ یہ بھی میں آپ کو پیش کر دوں گا جس میں انہوں نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "ایلیٹ ٹریننگ سنٹر کی بجلی کٹی ہوئی ہے terrorism کے خلاف ٹریننگ کا پیریڈ شروع ہوا تھا جو ڈسٹرب ہو گیا ہے اور ہم بالکل ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔" یہ ان کی ہائیکورٹ کی رِٹ ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر بہت اہمیت کا حامل ہے، لوگ بھوکا تو رہ لیتے ہیں، اچار یا پیاز کے ساتھ بھی روٹی کھا لیتے ہیں کہ حکومت نے ہمیں جان و مال کا تحفظ دیا ہے۔ ہماری اولاد محفوظ ہے، ہمارے اثاثے محفوظ ہیں ہماری عزت محفوظ ہے مگر یہاں پر کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال۔ کسی کی اولاد محفوظ ہے نہ کسی کی عزت اور یہ سب vagabonds کی وجہ سے ہے ان سے نمٹنے کے لئے extra judicial killing ہو رہی ہے جو ان کو مزید demoralize کر رہی ہے۔ اب دیکھیں کل جو ایک ڈی ایس پی گرفتار ہوا ہے اس کے گرفتار ہونے سے پتا چلتا ہے کہ ان کو کیا direction ملتی ہے۔ اگر عدالتیں آزاد ہو چکی ہیں تو پھر عدالتوں پر انحصار کرنے کے لئے ڈکیتوں کو پکڑ کر عدالتوں کے حوالے کیوں نہیں کیا جاتا، پولیس خود کیوں اپنے فیصلے صادر فرماتی ہے؟ کوئی achieve targets نہیں کئے گئے۔ اہداف مقرر کرتے وقت یہ خیال رکھا جانا چاہئے کہ ہم نے اس ہدف کو حاصل کرنا ہے اور اگر ہم حاصل نہ کر سکے تو پھر اس پر ایکشن ہونا چاہئے۔ Treasury benches میں ابھی بھی کچھ باضمیر لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں ہو سکا، ہمیں بتائیں، ہم سے پوچھا جائے گا اس لئے ہدف مقرر کرتے وقت financial management کی جائے اور capacity building کر کے اپنے اداروں کے مقرر کردہ اہداف حاصل کئے جائیں۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ریونیو میں 30 فیصد shortfall کیوں ہے؟ وزیراعلیٰ صاحب کا ایک بیان تھا کہ ہمیں Divisible Pool سے 500۔ ارب روپے آرہے ہیں یہ سارا کا سارا فراڈ ہے، یہ بیان دیا گیا تھا لیکن یہ فراڈ ہونے کے باوجود اس پر ہی بجٹ بنا دیا گیا اور یہ فراڈ آگے پنجاب کے عوام کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے، یہ کیوں کیا گیا ہے؟ وزیراعلیٰ کا بیان on record ہے کہ جو divisible pool کی رقم ہے وہ ساری ہیرا پھیری ہے، اگر Divisible Pool کی رقم ہیرا پھیری ہے تو اس ہیرا پھیری کی رقم کے بل بوتے پر یہ سارا بجٹ کیوں بنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر! اب میں زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ زراعت کے لئے 3۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس گئے گزرے دور میں بھی 40 percent employed work force ہے جو کہ زراعت والوں نے سنبھالی ہوئی ہے۔ جہاں نوکریوں پر قدغن لگی ہوئی ہے لیکن پھر بھی زراعت روزگار مہیا کرتا ہے۔ میں یہ exact

زراعت 45 percent employed work force کو supply کر رہا ہے۔ figure دے رہا ہوں کہ زراعت بہت ہی زیادہ توجہ طلب ہے، میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہاں پر ہمارے وزیر زراعت تشریف فرما ہیں وہ اس پر غور فرمائیں کہ ان کی سیڈ کارپوریشن کیا کر رہی ہے، کتنے seeds ہیں؟ ساری دنیا میں اگر خوراک میں revolution آیا ہے تو وہ سیڈ کی وجہ سے آیا ہے، سیڈ انڈسٹری آج سے چار سال پہلے جہاں کھڑی تھی وہیں کی وہیں کھڑی ہے۔ ایک پرائیویٹ شوگر مل جس کا نام 'شکر گنج شوگر مل' ہے انہوں نے برازیل کی ایک کمپنی کے تعاون سے 36 varieties دے دی ہیں اور ان تین سالوں کے اندر ہمارے گنے کی ایک بھی variety نہیں آئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیڈ کارپوریشن کے گندم میں جو اعداد و شمار ہیں ان سے ہم کوسوں دور کھڑے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ تین سالوں میں پنجاب کی آبادی میں ایک کروڑ 20 لاکھ کا اضافہ ہوا ہے جبکہ ان تین سالوں میں چنے کی پیداوار میں 30 فیصد کمی آئی ہے، دالوں کی پیداوار میں 24 فیصد کمی آئی ہے، کپاس کی پیداوار میں 10 فیصد کمی آئی ہے، چاول اور مکئی کی پیداوار میں بھی کمی آئی ہے اور گندم کی پیداوار میں صرف 0.5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تین سالوں میں آبادی کی شرح 8.8 فیصد ہے اور گندم کی پیداوار میں 0.5 فیصد اضافہ ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کئی سالوں کے انقلاب کے بعد سحر آئی اور approved variety ملی مگر اس کے بعد کوئی variety نہیں آئی، اس کے علاوہ non approved variety دینے کا جو رواج ہے اسے ختم کیا جائے۔ گندم کی فی ایکڑ پیداوار تیزی سے گر رہی ہے جس کی تباہی کے اثرات چند سالوں کے بعد آئیں گے۔ سیڈ ڈیپارٹمنٹ کے لئے hybrid seed بنائے جائیں، سیڈ کے لئے ٹیکنالوجی مہیا کی جائے اور سائنسدانوں کو پیسے دیئے جائیں، ریسرچ ونگ کی تشکیل نو کی جائے کیونکہ ان کو جو پیسے دیئے جاتے ہیں اس سے تو تنخواہیں بھی پوری نہیں ہوتیں، اگر ان کی تنخواہیں پوری نہیں ہوں گی تو انہوں نے ریسرچ کس چیز پر کرنی ہے؟ میں زراعت کی منسٹری کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا، میں یہ کہتا ہوں کہ بجٹ بنانے والے آدمی کو کیا پتا کہ جب کوئی بندہ فیض پور ٹول پلازہ cross کرتا ہے تو اس پر کیا گزرتی ہے۔ اگر انہوں نے ٹیکنوکریٹس لینے ہیں تو یہاں سے لیں۔ وزیر زراعت کے ساتھ ان لوگوں کو بٹھائیں جن کے اوپر بیتتی ہے، جن کو پتا ہے۔ آج GST کی بات کی جاتی ہے، DAP کی ایک بوری پر -/700 روپے GST ہے۔ خدارا اتنا بڑا ظلم۔ آگے پٹرول اور ڈیزل کی non-availability اس کو directly hit کرے گی آپ اس کو subsidize کرنے کے لئے ایک پیکج کے طور پر لیں۔ زراعت ایک complete unit ہے اس کے اندر forest بھی ہے اور وہ ان ہی زمینوں پر لگنا ہوتا ہے اس کا ایک

mega system ہونا چاہئے۔ اس کے اندر livestock بھی ہے اور water management بھی ہے۔ مجھے پچھلے دِنوں ایک معزز سیکرٹری زراعت نے بتایا کہ وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔ میں نے اس پر تھوڑی سی بریفنگ بھی لی اور ان سے درخواست کی کہ وہ باقی ممبران کو بھی اس پر بریفنگ دیں جس پر انہوں نے agree کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ drip irrigation and sprinkler irrigation کے اوپر کام کر رہے ہیں اور جو کچھ انہوں نے بتایا ہے وہ قابل ستائش ہے، اگر کوئی اچھا کام ہو تو اسے سراہنا چاہئے لیکن جب تک وہ on ground نہیں ہو گا اس وقت تک ہمارا دِل بھی اس بات پر بھروسہ نہیں کرے گا جس طرح پنجاب میں foreign investors بھروسہ نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر!! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اب hybrid seed کا زمانہ ہے vegetables کی shortage صرف اس وجہ سے ہے کہ ہمارے پاس vegetable seed obsolete ہے۔ ہمارے پاس وہ Vegetable seed ہے جو احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ درانی کے دور میں کھیرے اور خربوزے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اب hybrid اور high yield کا دور ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ forest کی کمی دور کرنے کے لئے social farm forestry introduce کروائی جائے۔ Social farm forestry میں آپ کم از کم 2 فیصد کسانوں کو کوئی incentive دیں ان کو educate کریں یا پھر ان سے counseling کریں کہ وہ اپنی زمین کے 2 فیصد رقبے پر forest لگائیں جو کہ ultimately ان کے لئے ایک کمیٹی ہو گی۔

جناب سپیکر! لائیوسٹاک کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ہماری بھینسیں جن کو ہم black gold کہتے ہیں اور ساہیوال نسل کی بھینس کو ہم red gold کہتے ہیں۔ اس کے متعلق آج کل اخبارات میں اشتہارات بھی آ رہے ہیں۔ Black gold یا red gold کی separate genes maintain نہ ہونے کی وجہ سے تیزی سے deterioration ہو رہی ہے intensive inbreeding دودھ اور گوشت کی yield کے اندر زبردست انحطاط کا باعث بن رہی ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی اور آج پھر یہ بات کہوں گا کہ میری اس سلسلے میں انوار صاحب سے بھی بات ہوئی ہے، انہوں نے میری تجویز وائس چانسلر ایگریکلچرل یونیورسٹی کو پہنچائی ہے۔ میں نے وزیر زراعت سے بھی request کی ہے اور وہ اس کے لئے فنڈ دینے کے لئے بھی تیار ہو گئے ہیں لیکن میری ان سے یہ بھی گزارش ہے کہ یہ ان کی معاونت بھی فرمائیں۔ ہمارے heifers male یا calves ہوتے ہیں وہ سارے ایک ماہ کے اندر کٹ جاتے ہیں۔ دو سال کے اندر جس جانور سے ایک ٹن meat achieve

کرنا ہوتا ہے وہ تقریباً15 سے20 کلو گرام پر کٹ جاتا ہے۔Female کو کوئی نہیں کاٹتا sex semens میں دنیا نے بڑی ترقی کی ہے اور اس کی بڑی simple technology ہے۔آپ اسے buffalo میں لے آئیں، red gold میں لے آئیں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس دن آپ یہ sex semens یہاں introduce کروائیں گے اس کے تین سال کے اندر اندر دودھ اور گوشت کے معاملے میں نہ صرف آپ surplus ہو جائیں گے بلکہ export کے قابل بھی ہو جائیں گے اور بہت بڑے exporters میں شمار ہوں گے۔

جناب سپیکر! اب میں water management کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ نہری کھالے جو پرانے بنے ہوئے ہیں وہ تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔آپ اپنی management کے اندر کوئی ایسی صورت پیدا کریں جو نئے کھالے بنانے کے ساتھ ساتھ پرانے کھالوں کو بھی درست کریں۔ کھالے بنانے پر پتا نہیں کیوں پابندی لگائی ہوئی ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا زراعت ایک مسلسل عمل نہیں ہے اور اگر یہ مسلسل عمل ہے تو پھر یہ تزئین و آرائش کے علاوہ اپنی تکمیل کے مراحل تک پہنچنے کے لئے تھوڑی بہت "ٹیپ" بھی مانگتا ہے۔میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں، مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ بطور پارلیمانی لیڈر تھوڑا سا privilege حاصل ہو گا کہ میں یہاں پر suggestions دے سکوں۔تاہم جب بھی آپ حکم صادر فرمائیں گے میں اپنی تقریر بند کر دوں گا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے زکوٰۃ بند کی گئی ہے، نہری کھالے بند کئے گئے ہیں، یہ rocket science کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ غربت دور کرنی ہے، زکوٰۃ بند ہے، نوکریاں بند ہیں، غربت دور کرنے کے آپ کے پاس اور کون سے ذرائع ہیں؟ Water management کرنی ہے تو کھالے بنانے بند کر دیئے ہیں، جو چیزیں چاہئیں وہ بند کی جا رہی ہیں۔میں چند باتیں اور بھی کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کے گلے پر آپ کی چھری چلنے سے پہلے میں تھوڑا سا آگے جانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔تعلیم عقل کو polish کرتی ہے، کسی کے پاس جو بنیادی wisdom ہوتی ہے اس کو بھی اگر optimum لے کر جانا ہوتا ہے تو اس کے لئے تعلیم بہت ضروری ہے۔شیخ سعدیؒ نے ایسے موقع کے لئے کہا تھا کہ "بزرگی بہ عقل است نہ بسال است" یہ عمر سے نہیں عقل سے ہوتی ہے اور عقل کو optimum level پر لے کر جانا ہو تو اس کے لئے تعلیم ضروری ہوتی ہے لیکن یہاں پر تعلیم کے لئے وزیر ہی نہیں ہے، کوئی full time وزیر ہوتا تو اس پر کام کرتا۔اتنے

اہم شعبے کا وزیر ہی نہیں ہے جو اس کو بجٹ بنانے میں مدد دیتا۔ جس بے چارے لاوارث محکمے کا وزیر نہیں ہے اس کے حقوق کا تحفظ کس نے کرنا تھا؟ اس کے حقوق کا تحفظ محکمہ مواصلات و تعمیرات کا وزیر کیوں کرے گا، اس کا تحفظ زکوٰۃ کا یا بیت المال کا وزیر جس نے زکوٰۃ ہی تقسیم نہیں کرنی وہ تعلیم کا تحفظ کیوں کرے گا؟ آپ نے اگر کسی محکمہ کو چلانا ہے تو اس کے لئے کسی کو ذمہ دار بنایئے، کسی کو وزیر بنائیں پھر اس کو پیار سے سمجھائیں پھر بھی اگر وہ کام نہیں کرتا تو اس کے کان پکڑوائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اس وقت 63ہزار سرکاری سکولوں میں 65فیصد بنیادی سہولیات میسر نہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ایک دانش سکول ایک ارب روپے میں مکمل ہوتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ تعلیم سے اس قسم کا مذاق بند کیا جائے۔ صوبہ پنجاب 50ہزار سائنس ٹیچروں کی کمی کا شکار ہے۔ میڈیا کی موجودگی میں یہ بات چیخ چیخ کر کہوں گا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ کوئی بھی اس پر بات کرے گا تو بات کرنے سے پہلے وہ یا تو روئے گا یا پھر چیخ چیخ کر کہے گا کہ 50ہزار سائنس ٹیچروں کی shortage ہے۔ پنجاب کے یہ بچے سائنس کی اے بی سی اور litmus paper کو سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو یہ ساری سہولیات کیوں باہم نہیں پہنچائی جاتیں؟ 5۔ارب روپے سے آئی ٹی لیبارٹریاں بنائی گئیں لیکن اس کے لئے کوئی Instructor نہیں ہے اور وہ دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے dustbin بن چکی ہیں، check and balance نہ ہونے کی وجہ سے سارے وسائل ضائع ہو رہے ہیں۔ میں مختصراً یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر ان کو اپنی کارکردگی پر اتنا ہی فخر ہے تو یہ لوگ بلدیاتی انتخابات کیوں نہیں کرواتے؟ تین سال ہونے کو ہیں آج 23۔ارب روپے اس میں رکھے گئے ہیں، میرے ساتھی یہاں پر تشریف فرما ہیں، میری بہنیں بھی یہاں پر تشریف رکھتی ہیں، ہم نے اس پر کام کیا ہے۔ ہمارے یہ basic ادارے ہیں اور ہماری ٹریننگ کے لئے نرسریاں ہیں۔ ان کو آپ نے تین سال سے بند کیا ہوا ہے، بجائے اس کے کہ اس کے لئے دودھ کے nipple کا بندوبست کیا جاتا تاکہ وہ پروان چڑھیں لیکن ان کو ایک بڑا سا کمبل دے کر سلا دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ نے میرے خیال میں ابھی ہیلتھ پر بھی بات کرنی ہے، ذرا جلدی کریں۔ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں۔ مہربانی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! بات تو بجٹ پر ہی ہونی ہے، میرے بعد بھی کسی نے بجٹ پر ہی بات کرنی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر سب ڈویژن کے اندر سو، ڈیڑھ سو سے زیادہ elected نمائندے ہوتے ہیں جو کہ اس بجٹ کو disburse کرتے ہیں اور اس میں ان کی collective wisdom

شامل ہوتی ہے لیکن یہاں پر ایک ایڈمنسٹریٹر پر انحصار کیا جا رہا ہے اور یہ بہت بڑا question mark ہے جب وہ فائل لے کر آتا ہے تو 4:00 بجے کے بعد ملتا ہے اور پھر واپس چلا جاتا ہے اور پیسے لگا کر آ جاتا ہے، یہ بہت بڑا question mark ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہتا چلوں کہ جنوبی پنجاب کے مسائل کا حل صرف الگ صوبہ بنانے میں ہے۔ 11-2010 میں جو فنڈز رکھے گئے تھے بتایا جائے کہ وہ فنڈ کہاں پر استعمال ہوئے ہیں؟ ان منصوبوں کو identify کیا جائے جو پچھلے سال کاغذی صورت میں مکمل کئے گئے تھے۔ پیلو کیب سکیم کے بارے میں بھی عرض کروں گا ہمیں تو اس پر بہت سارے اعتراضات ہیں۔ بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی فرما کر repetition نہ کی جائے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! پیلو کیب کے بارے میں عرض کروں گا کہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ایک مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہی انتظامیہ جو ہے، یہی قیادت جو ہے یہ پہلے بھی پیلو کیب کے سوراخ سے ایک دفعہ ڈسی جا چکی ہے اور اب پھر دوبارہ وہاں پر انگوٹھا دے رہے ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے اگر گریجویٹ ٹیکسی ڈرائیورز بنانے ہیں تو پہلے بھی اس پر کوئی قانونی پابندی نہیں ہے۔ میں نے اس پر بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ اعلانات واپس لینے کا جو سلسلہ ہے وہ کب شروع ہو گا کیونکہ جو بھی اعلانات کئے جاتے ہیں وہ واپس لینے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ ہم 350 میگا واٹ بجلی بنائیں گے، ہم آئی ٹی یونیورسٹی بنائیں گے، ہم truth commission بنائیں گے۔ اسی طرح ایک گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی جو کہ مالیات کا ایک قبرستان بن گیا۔ اسی طرح پھر سستی روٹی سکیم شروع کی گئی وہ بھی ایک فاؤنڈری بن گئی جس میں 44۔ ارب روپیہ جل کر راکھ ہو گیا۔ آپ کا حکم میرے سر آنکھوں پر میں نے بہت کچھ اور کہنا ہے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو دو منٹ اور دیتا ہوں۔ جلدی کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے دو منٹ دے دیئے۔ میں بالکل irrelevant نہیں ہوتا، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ FBR کی طرز پر ریونیو اکٹھا کرنے کے لئے ہر سال الگ محکمہ بنانے کا اعلان کیا جاتا ہے اور ہر سال ہدف کے مقابلے میں ریونیو کم اکٹھا ہوتا ہے۔ آپ پچھلے سال کا بجٹ پڑھ لیں اور اس سال کا بھی پڑھ لیں، یہ الگ محکمہ کیوں نہیں بنا دیتے؟ یہ بڑا simple سا ہے کہ FBR کی طرز پر ریونیو اکٹھا کرنے کے لئے الگ محکمہ بنایا جائے گا، یہ لکھ دیا جاتا

ہے لیکن ایک سال کے بعد ہمیں یہ نوید ملتی ہے کہ اس دفعہ percent shortfall 30اور پچھلی دفعہ percent shortfall 35 تھا اور پتا نہیں کہ اگلے سال کیا ہونا ہے؟ ہر سال ترقیاتی بجٹ کا بمشکل 50 سے 60 فیصد استعمال ہوتا ہے اور اس دفعہ لاء منسٹر صاحب کی اپنی سٹیٹمنٹ ہے کہ اتنا ترقیاتی بجٹ استعمال ہوا ہے۔ میں یہاں پر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکمران وہ اچھے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں اور وہ کرنے سے پہلے بہت اچھی طرح سوچتے ہیں۔ایک مقولہ ہے کہ "پہلے تولو پھر بولو" ان کو تو یہ کہا جائے گا کہ پہلے تولو پھر بھی نہ بولو کیونکہ یہ اچھا نہیں بولیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کہاں ہے سستی روٹی، کہاں ہے فوڈ سپورٹ پروگرام، کہاں ہے گرین ٹریکٹر سکیم اور -/40 روپے فی کلو چینی بیچنے کا دعویٰ کہاں ہے؟ یہ آشیانہ سکیم جس میں 12 لاکھ روپے میں اس غریب آدمی کو گھر دینا ہے اور وہ بھی قرعہ اندازی کے ذریعے حالانکہ الائیڈ اور ایس اے گارڈن چار ہزار روپے مہینے میں گھر دے رہے ہیں۔ میں آج پیشن گوئی کر رہا ہوں کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بھی گرین ٹریکٹر اور فوڈ سپورٹ پروگرام کی طرح ایک شرمساری کا باعث بنے گی۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں اور مجھے جناب کی توجہ چاہئے کیونکہ اگر آپ کی توجہ حاصل ہو گی تو کابینہ کی توجہ بھی حاصل ہو گی۔ میں اپنی محترم و مکرم کابینہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چوتھا بجٹ ہے اور نومبر 2012 کو اسمبلیاں dissolve ہونی ہیں چونکہ پانچ سال پورے ہو جانے ہیں اور 8۔فروری 2013 کو الیکشن ہونے ہیں۔پندرہ ماہ رہ گئے ہیں لیکن ان کا جو پچھلے تین سال کا ریکارڈ ہے کہ بجٹ لیا اور اسے برباد کر دیا۔ یہ نہ کریں برباد، اس بجٹ کے 655۔ارب روپے کو برباد کرنے سے یہ خود بھی برباد ہوں گے، پنجاب بھی برباد ہو گا اور لوگوں کا اعتماد بھی اٹھے گا۔

جناب سپیکر: آپ اچھی دعا مانگیں، ملک و قوم کے لئے اچھی دعا مانگیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پانچ مرلہ تک کے گھروں کا ٹیکس معاف کیا تھا، یہ ان پر ٹیکس نہ لگائیں۔ ہم نے 1122 بنائی لہذا یہ موبائل اور گشتی ہسپتال بند کریں اور 1122 کو improve کریں۔ ان کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ جس طرح ہم نے میٹرک تک تعلیم free کی تھی یہ BA تک تعلیم free کریں۔ان کے لئے میری یہ بھی تجویز ہے کہ جس طرح ہم نے 12 ایکڑ تک ٹیکس معاف کیا تھا یہ 25 ایکڑ تک ٹیکس معاف کریں۔یہ آگے چلیں، یہ لوگوں کو کھینچنے میں اپنی قوت صرف نہ کریں بلکہ صوبے کو آگے لے جانے کے لئے اپنی قوت استعمال کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محبت تو بڑھانی چاہئے۔شکریہ۔جی، مخدوم سید احمد محمود صاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اپنے ایمان سے بتائیں کہ تقریر اچھی تھی؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔شاباش۔اب آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں [***] نہیں کر رہی بلکہ واقعی تقریر بہت اچھی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔اب مخدوم صاحب کا ٹائم ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔میں سب سے پہلے تو کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب اسمبلی میں چوتھا بجٹ پیش کیا ہے۔

MR. SPEAKER: Order please. Order Please. Order in the House

محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ یہ مناسب نہیں ہے۔آپ بار بار interruption کرتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! یہاں بڑا غلط اور غیر پارلیمانی لفظ استعمال ہوا ہے۔ڈاکٹر صاحبہ مجھے بتائیں کہ [***] کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

DR SAMIA AMJAD: [**********]

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: [***] کا لفظ کس نے استعمال کیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: پلیز آرام سے بیٹھیں۔آپ کی مہربانی۔(قطع کلامیاں)

DR MUHAMMAD ASHRAF CHOHAN [**********]

جناب سپیکر: یہ سارے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! پلیز آپ تشریف رکھیں۔چودھری ظہیر الدین صاحب! پلیز آپ اپنے ساتھیوں کو سمجھائیں، اگر یہ کسی تقریر کے درمیان interruption کریں گے تو میں اس کو اچھا نہیں جانوں گا۔ جی، مخدوم صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! بہت بہت شکریہ۔ میں اس شور شرابے سے پہلے یہ کہہ رہا تھا کہ میں سب سے پہلے کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کا چوتھا بجٹ پیش کیا۔ان کے بجٹ پیش کرنے سے پنجاب حکومت کو ایک فائدہ ضرور ہوا کہ ان کے first image میں انہیں فائدہ ہوا ہے اور انہیں first image portray کرنے میں فائدہ ہوا ہے I wish all the best to Kamran Michael for a bright future. پنجاب اسمبلی میں اس حکومت کا یہ چوتھا بجٹ ہے اور میری اپنی رائے کے مطابق شاید ہمیں پانچویں بجٹ کا موقع نہ ملے اس لئے میں آج روایت سے ہٹ کر بجٹ پر بات کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک بہت خطرناک دور سے گزر رہا ہے اور تمام ذی شعور پاکستانی اس وقت پاکستانی ہونے کے ناتے پاکستان کے حالات سے بہت زیادہ فکر مند ہیں۔ میں بطور سیاسی ورکر یہ دیکھ سکتا ہوں کہ موجودہ پولیٹیکل سسٹم میں لوگوں کا no confidence بڑھتا جا رہا ہے اور پاکستان میں موجودہ سیاسی جماعتوں کی مقبولیت میں کمی آتی جا رہی ہے اور پولیٹیکل سسٹم اور پولیٹیکل پارٹیوں پر جو عوام کا بھروسہ اور اعتماد ہے اس میں کمی آتی جا رہی ہے جو کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جمہوریت کے لئے یا ملک کے لئے کسی طریقے سے بھی سود مند ہو لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ remaining silent is no longer an option اب ان حالات میں خاموش رہنا option نہیں ہے۔اب حکومت کو صحیح سمت میں ڈالنے کے لئے تمام پاکستانیوں کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا پڑے گا۔یہ نہیں ہو سکتا کہ پاکستان ڈوبتا چلا جائے، خدانخواستہ پاکستان زوال پذیر رہے اور ہم جیسے لوگ خاموش تماشائی بنے رہیں لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تمام سیاسی اور سول سوسائٹی کے لوگ اپنے اپنے sphere میں رہتے ہوئے اپنی آواز بلند کریں اور حکومت کو باور کرائیں کہ وہ good governance کی طرف بڑھے۔

جناب سپیکر! میری نظر میں Corruption is the biggest issue in Pakistan and must be tackled head on. The reign of loot and plunder must stop. کرپشن نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا تو پہلے کیا ہوا تھا لیکن اب ان کھوکھلی جڑوں میں بھی کرپشن اس ملک کو تباہی کی طرف لے کر جا رہی ہے۔یہ House پنجاب کا نمائندہ ایوان ہے اس لئے ہمیں اس میں کرپشن پر debate رکھنی چاہئے میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب اور (ق) لیگ کے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کے چیمبر میں بیٹھیں اور ایک دن کرپشن پر debate رکھی جائے اور اس اسمبلی کو کرپشن پر کھل کر debate کرنی

چاہیئے، ہمیں کرپشن کو head on لینا چاہیئے اور ہمیں کرپشن روکنے کے لئے تجاویز مرتب کر کے حکومت کو دینی چاہئیں۔

The existing loot and plunder culture has lead to the degradation of the most national institutions. This must come to an end immediately and a process of rebuilding them must begin.

اس کرپشن کی وجہ سے ہمارے ادارے زوال پذیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس degradation کو روکنا چاہیئے۔ قومی اداروں کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے ہمیں کوئی لائحہ عمل بنانا چاہیئے۔ پنجاب اور وفاقی حکومت کو کرپشن روکنے کے حوالے سے ایک مربوط پالیسی دینی چاہیئے اور اس پر کوئی compromise نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ Real accountability should be number one priority starting with the high and mighty. اگر اس ملک کو بچانا ہے تو پھر آپ کو accountability کرنا پڑے گی اور جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کہ یہ high and mighty سے شروع ہونی چاہیئے۔ اس accountability کے نرغے میں جو بھی آتا ہو اسے بالکل نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ہمیں اس ملک میں seriously accountability شروع کرنی چاہیئے اگر accountability شروع نہیں کریں گے تو آپ یقین مانیں، میری بات غور سے سن لیں کہ پھر عوام ہم سب کی accountability کریں گے اور اس میں پھر حق، ناحق سب مارے جائیں گے۔

جناب والا! میرا اگلا point یہ ہے کہ:

Rule of law must prevail. Same law for the weak as well as for the powerful.

معاشرے میں rule of law ہونا چاہیئے اور ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ بڑے چھوٹے کی تمیز نہ کرے اور کمزور آدمی پر بھی وہی law apply ہونا چاہیئے جو مضبوط آدمی پر apply ہوتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ہماری سوسائٹی میں جو طاقتور انسان ہے، جو influence والا آدمی ہے، جو سرمایہ دار اور صاحب حیثیت ہے اس کے لئے قانون خاموش ہے جبکہ غریب آدمی کے لئے قانون فوری طور پر حرکت میں آجاتا ہے۔ میری آپ سے ایک دفعہ پھر گزارش ہے کہ:

Rule of law must prevail in Pakistan. Same law for the weak as well as for the powerful

جناب والا! میرا اگلا point اس ملک کو بچانے کی خاطر ہے کہ Pakistan's economic potential must be realized. یہ ایک بہترین ملک ہے۔ اس ملک میں گلیشئر پگھلتے ہیں اور نہروں میں پانی چل پڑتا ہے۔ اس ملک میں نہروں کے پانی سے فصلیں اُگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بہترین وسائل دیئے ہیں لیکن ہمارا untapped potential ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ملک اور یہ صوبہ زراعت سے وابستہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان agrarian economy ہے۔ یہ ایک زرعی ملک ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب agricultural based ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اس بجٹ میں ہم نے زراعت کی research and development کے لئے کیا رکھا ہے؟ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ بجٹ ایک طرح کی investment ہوتی ہے۔ آپ جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا میٹھا ہو گا اور جتنا آپ اس بجٹ کو investment oriented بنائیں گے اتنا ہی پنجاب کے وسائل اور آمدنی بڑھے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت کے حوالے سے research and development پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کی جانی چاہئے۔ اس بجٹ کا ایک بہت بڑا chunk agriculture sector پر خرچ ہونا چاہئے۔ یہ وہ sector ہے جو کہ آپ کو immediate return دے گا۔ آپ اگر آج agriculture sector پر invest کریں گے تو چند مہینے بعد اس کا return آپ کو مل جائے گا اور یہ return صوبہ پنجاب کے فائدے میں ہو گا اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ Pakistan's economic potential must be realized. انڈسٹری ہماری economy کی backbone ہے اس کی بہتری کے لئے، اس کی نشوونما کے لئے پنجاب کے بجٹ میں initiatives لینے چاہئیں لہذا میری گزارش ہو گی کہ agriculture sector and industries کے لئے پنجاب حکومت کو initiatives لینے چاہئیں، ان کو مراعات دینی چاہئیں۔ اس طرح کی investment لے کر آنی چاہئے کہ جس سے agriculture sector and industries sector کو پنجاب میں فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمیں self reliance کی طرف بڑھنا پڑے گا اور یہ self reliance بیرونی امداد سے نہیں آئے گی بلکہ اس کے لئے ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ ہمیں زرعی شعبے، آبپاشی اور انڈسٹریز کی جانب توجہ دیتے ہوئے اپنی self reliance کو یقینی بنانا پڑے گا کیونکہ اسی کی وجہ سے ہی ہماری sovereignty قائم ہو گی۔

جناب والا! میرا اگلا point بڑا اہم ہے۔ All income should be taxable, no matter what the source is. جس کی جو آمدنی ہے اس پر ٹیکس لگنا چاہئے۔ زرعی انکم ٹیکس بھی اس کے اندر آتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس کی جتنی آمدنی ہے اسی کے حساب سے اس آدمی کو ٹیکس دینا چاہئے۔ اس ملک میں کوئی ایسا شخص نہیں ہونا چاہئے کہ جس کی income تو ہو لیکن وہ ٹیکس نہ دیتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو اس حوالے سے سوچ بچار کرنا چاہئے اور اس بات کو ensure کیا جائے کہ صوبہ پنجاب میں تمام income taxable ہو۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آج کل لبرٹی مارکیٹ کتنا ٹیکس دے رہی ہے؟ مجھے علم ہے، ہم اپنے بزرگوں سے بھی سنتے ہیں کہ پوری لبرٹی مارکیٹ بہت کم ٹیکس دے رہی ہے حالانکہ وہاں پر کاروبار عروج پر ہے۔ So all income should be taxable, no matter what the source is. اس پر سنجیدگی کے ساتھ کام ہونا چاہئے۔

جناب والا! میرا اگلا point یہ ہے کہ inflation must be controlled urgently یہ مہنگائی کا طوفان اس لئے ہے کہ borrowing بہت high ہے۔ ہم لوگ نوٹ چھاپ چھاپ کر حکومت کا deficit پورا کر رہے ہیں۔ جب آپ نوٹ چھاپ کر حکومت کو lend کرتے ہیں تو اس کے دو نقصانات ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ uncontrollable inflation طریقے سے بڑھتی ہے، دوسرا genuine borrowing میں کمی آ جاتی ہے۔ جب ایک آدمی borrow کر کے کوئی کاروبار کرتا ہے تو اس کا ملکی معیشت پر اثر پڑتا ہے، فائدہ ہوتا ہے لیکن جب حکومت borrowing شروع کر دیتی تو اس کی وجہ سے interest rate بڑھ جاتے ہیں۔ یہ عمل ایک spiral and slow ball effect کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یہ ایک double-edged sword ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ borrowing کم کرے اور پاکستان میں جو بھی borrowing ہے اس کی direction entrepreneur کی طرف ہونی چاہئے۔ ان لوگوں کو lend کرنا چاہئے جو کاروبار کریں، جو economic activity generate کریں اور جو ملکی معیشت میں اپنا حصہ ڈالیں تو inflation کو handle کرنا بہت ضروری ہے بصورت دیگر مہنگائی کا طوفان بڑھتا چلا جائے گا اور اس سے پاکستان اور جمہوریت کو نقصان ہو گا۔

جناب والا! میرا اگلا point یہ ہے کہ Jobs must be created across the length and breadth of the country through economic growth. جب آپ صحیح سمت میں borrowing خرچ کریں گے تو اس سے economic growth آئے گی، اسی کی وجہ

سے unemployment میں کمی واقع ہو گی اور وہ لوگ جو کہ ڈگریاں ہاتھوں میں لے کر گھوم رہے ہیں ان کو روزگار ملے گا۔ ہمیں اس بجٹ کی direction economic growth کی طرف موڑنی پڑے گی۔

Economic growth should be the number one priority of Punjab Government.

جناب والا! میرا اگلا point یہ ہے کہ:

Deep basic and meaningful reforms must be carried out in all governance affairs. The old and traditional way of doing things has totally been failed to serve the needs of the people.

میں یہ کہوں گا کہ reforms کی ضرورت ہے۔آپ دیکھ لیں کہ ایجوکیشن کا پرائمری سیکٹر زوال پذیر ہو چکا ہے۔وہ تنزلی کا شکار ہے۔ہم پچھلے 60/65 سالوں سے جس طریقے سے چلتے آئے ہیں ہم نے اب یہ دیکھ لیا ہے کہ وہ چیز کام نہیں کر پا رہی۔میں آپ کو ضلع رحیم یار خان کی مثال دیتا ہوں کہ ضلع رحیم یار خان میں تقریباً 5000 پرائمری سکول ہیں اور آپ ایک ای ڈی او (ایجوکیشن) سے کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ 5000 پرائمری سکولوں کو سنبھالے گا؟ Meaningful reforms have to be brought forward. کوئی vision اور کوئی reforms کے لئے ہمیں کچھ کام کرنا چاہئے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم پرانے طریق کار سے کوئی بہتری لا سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح Health Sector ہے، Sanitation ہے اب آپ Sanitation میں دیکھ لیں کہ پورے پنجاب کے تمام شہروں میں Sanitation ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس وجہ سے آج ہیپاٹائٹس (بی) اور ہیپاٹائٹس (سی) عام ہے۔ہر تیسرے چوتھے شخص کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہے تو ہمیں آج Sanitation, Education & Health کے لئے reforms کی ضرورت ہے، نئی سوچ کی ضرورت ہے، اس مسئلہ پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے اور میں پنجاب حکومت سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس طرف ضرور سوچیں گے۔

جناب سپیکر! میرا اگلا پوائنٹ یہ ہے کہ:

District level management must urgently be reformed with emphasis & decentralized decisions making and participation of the people.

جناب سپیکر! دیکھا یہ گیا ہے کہ رحیم یار خان کے پٹواری کا ٹرانسفر بھی لاہور سے کرانا پڑتا ہے، رحیم یار خان کے گرداور کے ٹرانسفر کے لئے بھی چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو approach کرنا پڑتا ہے، ایک ٹیچر کے ٹرانسفر کے لئے بھی چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور ایک ڈرائیور کی post حاصل کرنے کے لئے پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ اور پنجاب حکومت کے دروازے کو کھٹکھٹانا پڑتا ہے تو اس طریقہ سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں ان کاموں کے لئے decentralization کرنی پڑے گی اور decentralized کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ لوکل گورنمنٹ کا الیکشن کرائیں، لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو فعال بنائیں اور لوکل گورنمنٹ کے ان اداروں کو اپنی powers devolve کریں تاکہ عام آدمی کے چھوٹے چھوٹے مسائل ضلع کی سطح پر حل ہوں۔

جناب سپیکر! میرا اگلا پوائنٹ No foreign aid acceptable that forces us to make compromises on national security. ہے۔ ہم پچھلے کئی دنوں سے چیف منسٹر صاحب کی بڑی اچھی بات سن رہے ہیں کہ ہم foreign aid نہیں لیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ کہیں کہ ہم ایسی Foreign aid سے دور ہو جائیں گے جس سے ہمارے ملک کی sovereignty compromise ہوتی ہے کیونکہ کئی foreign aids تو بڑی فائدہ مند ہوتی ہیں۔ foreign aids کی سکیمیں جیسے capacity building, training & reforms بڑی اچھی ہوتی ہیں اس لئے اگر آپ نے ان سے بھی منہ موڑ لیا تو پھر آپ تنہا رہ جائیں گے لیکن ایسی Foreign aids جن پر آپ کو compromise کرنا پڑے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اُن foreign aids کو لینے سے انکار کرنا چاہئے اور پاکستان کی sovereignty کو آگے رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور point پر بات کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ لاہور بہت بڑا شہر ہے اور اس شہر میں رہنے والوں کے وسائل بھی زیادہ ہیں۔ میں پنجاب حکومت سے یہ request کروں گا کہ آپ بے شک رِنگ روڈ بنائیں، آپ بے شک اپنی موجودہ سڑکوں کو اس سے بھی زیادہ double کر دیں، آپ انڈر پاس بنائیں لیکن ان کاموں کے لئے لاہور سے revenue generate کریں۔ ساری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ بڑے شہروں کا revenue اُسی proportion سے اکٹھا ہوتا ہے اور وہ revenue اُسی شہر پر لگتا ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پنجاب کے بجٹ کا بڑا حصہ لاہور پر خرچ ہو جاتا ہے حالانکہ لاہور ہم سب کو بہت پیارا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ لاہور ترقی کرے اور خوبصورت سے خوبصورت تر بنے لیکن اس کا طریق کار بنانا ہوگا کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ رحیم یار خان سے

رحیم یار خان پر خرچ کرنے کی major part کا revenue کریں اور اُس revenue generate بجائے لاہور پر خرچ کر دیں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب cotton & mango producing علاقہ ہے اور سب سے بہترین گندم جنوبی پنجاب میں پیدا ہوتی ہے اس لئے وہ بڑا امیر علاقہ ہے لیکن آج جنوبی پنجاب علیحدہ صوبہ مانگنے پر مجبور ہے۔ آج جنوبی پنجاب میں بہاولپور صوبہ کی تحریک چل پڑی ہے، آج جنوبی پنجاب چاہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو علیحدہ govern کرے اور وہ اس لئے چاہتا ہے کہ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ لاہور میں رنگ روڈ بن گئی ہے، لاہور میں انڈر پاس بن رہے ہیں، لاہور میں اوور ہیڈ برج بن رہے ہیں اور ہر چھ مہینے بعد لاہور کا نقشہ تبدیل ہو رہا ہے تو پھر heart burning ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لاہور میں یہ کام نہیں ہونے چاہئیں لیکن لاہور سے وسائل generate کر کے یہ کام کرنے چاہئیں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ لاہور کے چھ کنال کی کوٹھی پر بھی وہی ٹیکس ہو جو ٹیکس میاں چنوں کی چھ کنال کی کوٹھی پر ہو۔ مجھے پتا ہے کہ محکمہ ایکسائز نے ٹیکس کا جو فارمولہ بنایا ہے انہوں نے اس کو bifurcate نہیں کیا اس لئے کہ لاہور میں رہنے والوں کے وسائل زیادہ ہیں اور لاہور میں رہنے والوں کی سکت زیادہ ہے اس لئے لاہور کے رہنے والے زیادہ ٹیکس دے سکتے ہیں اور میاں چنوں میں رہنے والے اتنا ٹیکس نہیں دے سکتے لہذا پنجاب حکومت سے میری گزارش ہو گی کہ لاہور کا tax ratio باقی صوبہ سے الگ ہونا چاہئے، یہ نہیں ہو سکتا کہ رحیم یار خان اور لاہور کا tax ratio ایک ہی ہو تو مہربانی کر کے لاہور سے revenue کو generate کریں، اُس سے رِنگ روڈ بھی بنائیں، سڑکیں بھی double کریں اور جو مرضی کریں ہم آپ کو appreciate کریں گے لیکن اگر آپ ہمارے وسائل ہم سے حاصل کر کے اور ہماری پسماندگی کو نظر انداز کرتے ہوئے لاہور کو ترقی دیں گے تو پھر heart burning بھی ہو گی، پھر ہم صوبہ کی demand بھی کریں گے اور پھر ہم بہاولپور صوبہ کی بحالی کی بھی بات کریں گے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کو ختم کروں، میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپوزیشن کی طرف سے open debate کی اور انہوں نے پہلی دفعہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اس budget debate میں حصہ لیا۔ میں چودھری ظہیر الدین کو مسلم لیگ (ق) کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے آج اس debate میں حصہ لینے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں حکومت پنجاب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ اس بجٹ کے تحت پنجاب کو viable بنائیں گے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب تنویر اشرف کائرہ صاحب بجٹ پر اپنی بحث کا آغاز کریں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں فنانس منسٹر جناب کامران مائیکل کو اس اسمبلی کا چوتھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُن کے لئے دعاگو بھی ہوں کہ وہ بحیثیت فنانس منسٹر اس صوبہ کی بہترین خدمت کر سکیں۔

جناب سپیکر! Budget Document پورے سال کا سب سے important document ہوتا ہے اور اس document سے حکومت کی vision، direction اور goals واضح ہوتے ہیں۔ Successful budgeting وہ ہوتی ہے کہ جو incomes کے estimates اور اس کے اخراجات میں پانچ سات فیصد سے زیادہ فرق نہ ہو۔ اسی طریقے سے ہم نے pre budget کا آغاز کیا۔ اس میں، میں آپ کا اور رانا ثناء اللہ صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ ہم نے ایک ایسی exercise اسمبلی میں شروع کی جو meaningful exercise تھی، جس میں تمام ممبران تجاویز دیتے ہیں۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ Rules of Business میں بھی یہ آگیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ یہ exercise اور زیادہ strengthen ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے صوبہ، اسمبلی اور عوام کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! اپوزیشن میں آ کر ہمارا جو کردار ہے اس حوالے سے میں نے ایک اور exercise شروع کی ہے جو shadow budget ہے، ہم نے shadow budget پیش کیا اور اس بجٹ میں ہماری دوبارہ یہی سوچ تھی کہ ہم اپوزیشن کی حیثیت سے یہاں پر بیٹھ کر کچھ ایسی تجاویز دیں کہ اگر ہماری حکومت ہوتی تو ہم اس میں کیا ترجیحات رکھتے۔ اس shadow budget کے کچھ خدوخال بیان کرنا چاہوں گا کہ ہم نے اس میں income resources بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا جو existing tax system اور جو provincial network ہے اسی کے اندر رہتے ہوئے اسے effective بنانے کے طریق کار کا بتایا ہے جس سے زیادہ revenue generate ہوں گے اور اس کو ہم نے تین سیکٹرز میں استعمال کیا ہے جس میں پہلا ایجوکیشن ہے جس کے لئے پچھلے سال ڈویلپمنٹ کے لئے 23-ارب روپیہ رکھا گیا اس کو ہم نے دگنا کر کے 46-ارب روپے رکھا۔ ہیلتھ سیکٹر جس کے لئے 15-ارب روپے رکھا گیا تھا اس کو بھی ہم نے دگنا کیا اور زراعت جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کی معیشت اور GDP کی ریڑھ کی ہڈی ہے، ہماری GDP کا 70 فیصد حصہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہم نے زراعت کے لئے اپنے بجٹ میں خاطر خواہ رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر!ابھی یہاں کرپشن کے حوالے سے بات ہو رہی تھی کہ کرپشن صوبہ میں سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ہم نے کرپشن کے خاتمہ کے لئے انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کو independent اور مضبوط کرنے کے لئے 5۔ارب روپیہ رکھا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی طرف سے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ اس میں ایک چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ پچھلے سال جو estimates اور tax collection تھی اس کو 13 فیصد کم کر دیا گیا۔ ہم ایک طرف ڈیڑھ سے 2۔ارب فارم ہاؤسز اور سوئمنگ پولز پر نیا ٹیکس لگا کر ریونیو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم targets کو کم کر رہے ہیں۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ صوبہ کیسے آگے چلے گا اگر صوبہ کے اپنے وسائل نہیں بڑھیں گے تو صوبہ میں ترقی کیسے ہو گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وفاق سے جو 80 فیصد federal transfers ہوتی ہیں ان کی ratio بھی اب بڑھ جائے گی ہماری income اور کم ہو گی اور وہاں سے زیادہ income آئے گی۔ ہماری حکومت سنجیدہ کیوں نہیں ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے جب پہلا بجٹ پیش کیا تو اس وقت حکومت پنجاب کے پاس 7۔ارب روپیہ cash in hand تھا اور اسی سال کے آخر میں 42۔ارب روپے ہم minus میں چلے گئے۔ ایک سال کے اندر 49 بلین روپیہ غلط سکیموں کی نذر ہو گیا۔ اس کے بعد جو پیسا overdraft میں convert کیا گیا اور 51۔ارب روپے کی وفاق کو request کی گئی تو وہ پیسا loan میں convert ہو گیا۔ اس loan میں ہر مہینے ہم 70 کروڑ روپیہ سود کی مد میں دیتے ہیں۔ میں آج یہ توقع کرتا تھا کہ جب NFC سے ہمیں اضافی وسائل ملیں گے جو کہ پچھلے سال کے 100۔ارب روپے کے estimate اور اس دفعہ 100۔ارب سے بھی زائد ہوں گے تو ہم اپنے صوبے کی مالی حالت اور مالی مینجمنٹ کو شاید بہتر بنا سکیں لیکن بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ ہم نے یہ نہیں سوچا کہ اپنے قرضوں کو اتارنا ہے اور اپنے وسائل کے اندر رہنا ہے۔ پچھلے سال جب بجٹ آنے والا تھا اور NFC Award آیا تھا جس کے نتیجے میں ہمیں اضافی وسائل ملنے تھے تو میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک تجویز دی تھی اس وقت ہمارے overdraft کی حد 37/35۔ارب روپے ہے۔ میں نے تجویز دی تھی کہ ہم 37۔ارب روپے کو الگ رکھ دیں اور وفاقی حکومت سے overdraft نہ لیں کیونکہ ہمارے پاس اضافی وسائل ہیں۔ اس صورت میں چھ مہینے کے اندر اندر ہمارا overdraft صفر ہو سکتا تھا، ایسا پچھلے سال ہوا اور نہ ہی اِس سال ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک مثال دوں گا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے operational funds کی بات کروں گا میں اس میں تنخواہوں اور باقی اخراجات کی بات نہیں کر رہا۔ میں صرف اور صرف operating expenses کی بات کر رہا ہوں کہ اس کے لئے 27 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن آج آپ کی کتابیں بتا رہی ہیں کہ وہ 60 ملین ہو گیا ہے یعنی وزیر اعلیٰ کے operating expenses میں تین گنا اضافہ ہو گیا ہے جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں اعلان کیا تھا کہ ہم اپنے اخراجات میں 25 فیصد کمی کریں گے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اپنے وعدے کی پاسداری نہیں کرتے تو باقی حکومت کیا کرے گی؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک آڈٹ رپورٹ 10-2009 جو کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی ہے اس کے مطابق حکومت پنجاب کے مختلف محکموں میں 10-2009 میں 32.5 بلین روپے کی خورد بُرد ہوئی جس میں فراڈ، غیر قانونی ادائیگی اور مختلف بے قاعدگیاں ہیں۔ اس کے بعد اگلے مالی سال 11-2010 کی جو رپورٹ شائع ہونے جا رہی ہے اس میں 40۔ ارب روپے کی خورد بُرد ہے یعنی دونوں کو ملا کر صوبہ پنجاب کے محکموں میں 72۔ ارب روپے کی کرپشن اور بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ ہم یہاں پر good governance کے راگ الاپتے ہیں تو یہ کہاں ہے؟ ہمیں میڈیا میں تو شاید good governance نظر آ جائے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ آج ہم سارے نمائندے یہاں پر موجود ہیں اور پورا صوبہ پنجاب اس بات کا گواہ ہے کہ good governance تو کیا صوبہ پنجاب میں governance نام کی کوئی چیز نظر تک نہیں آتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ADP بھی ایک ایسا دلچسپ document ہے جو کہ اسمبلی کے لئے پیش کیا جاتا ہے، اس میں پروگرام دیئے جاتے ہیں، اس میں ایک blocked allocation کا head ہوتا ہے۔ پچھلے سال بھی میرا کہنا یہ تھا کہ blocked allocation نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے ہی implementation اور utilization نہیں ہو سکتی۔ 12۔ ارب روپیہ blocked allocation کے لئے رکھا گیا، یہ کیا ہے؟ صرف اس لئے کہ وزیر اعلیٰ صاحب جہاں جائیں politically اس پیسے کو استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر! ADP جو کہ 193۔ ارب روپے کا announce کیا گیا مگر جو اس میں سے 30۔ اپریل تک صرف 61.9۔ ارب روپے خرچ ہوئے اور 15۔ مئی تک 76۔ ارب روپے خرچ ہوئے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کا جو 12۔ ارب روپیہ تھا اس کو revise کر کے 21۔ ارب روپے پر لے جایا

گیا۔ وہ پیسے جنوبی پنجاب یا rural area سے اٹھا کر دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب کو دے دیئے گئے اور اُس کو رِنگ روڈ اور لاہور کے مختلف علاقوں میں اپنی priorities میں reprioritize کر دیا گیا۔ یہ Annual Development Programme اور budget documents اس اسمبلی کے لئے صرف ایک eye wash ہیں کیونکہ حقیقت میں پچھلے تین سالوں میں حکومت پنجاب نے یہ ثابت کر دیا کہ اس document کی کوئی value نہیں ہے۔ National Finance Commission کے ذریعے ایک فارمولہ کے تحت distribution of resources ہو جاتی ہے لیکن اضلاع میں جب یہ فنڈز جاتے ہیں تو اُس کے لئے Provincial Finance Commission ہوتا ہے اور Provincial Finance Commission کا چیئرمین فنانس منسٹر ہوتا ہے لیکن میں بہت ہی افسوس سے یہ کہہ رہا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں یہ Provincial Finance Commission بنا اور نہ ہی distribution of resources ہوئی۔ اگر پہلے نہیں بنا تو اب حکومت پنجاب کو چاہئے کہ اضلاع کے اندر equitable distribution of resources کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج یہی وجہ ہے کہ جنوبی پنجاب کا صوبہ اُبھر کر سامنے آ رہا ہے کیونکہ وہاں پر یہ distribution of resources استعمال نہیں ہوتی۔ پچھلے سال 53۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا لیکن utilization کے حساب سے دیکھیں تو 10۔ارب روپے بھی نہیں ہو سکی۔ اس دفعہ بھی 70۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے and again it is an eye wash جو استعمال نہیں ہونا۔ یہ کیا documents ہیں، ہم یہاں پر parliamentarians کے ساتھ کیوں مذاق کرتے ہیں اور ہم یہاں پر کس چیز کی بحث کر رہے ہیں میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں؟ خدارا اس سارے process کو meaningful اور بامقصد بنائیے۔

جناب سپیکر! computerization of land record نہایت ہی اہم منصوبہ ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے NEC کی ایک میٹنگ Chair کی جس میں یہ loan مجھے بطور فنانس منسٹر وہاں جا کر revalidate کرانا پڑا اور وہاں پر بطور حکومت پنجاب کا نمائندہ مجھے انتہائی شرم آئی۔ وہاں پر پوچھا گیا کہ چار سال گزر گئے ہیں آپ نے اس منصوبے پر کیا کام کیا ہے، کیا آپ نے کسی ایک ضلع میں computerization of land record کی ہے لیکن میرے پاس جواب تھا کہ "نہیں" جو شرمندگی مجھے وہاں پر اٹھانی پڑی اُس حوالے سے میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو آ کر بتایا کہ یہ بہت ہی اہم منصوبہ ہے اور Asian Development Programme کا یہ funded ہے اِس پر کام کریں لیکن

میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دو سال میں اس پر hardly شاید ہی کوئی meaningful کام ہو سکا ہو؟ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنی political leadership اور اپنی ایڈمنسٹریٹو ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر پچھلے تین سال کا احتساب کرنا چاہئے اور evaluate کرنا چاہئے کہ ہم نے پچھلے تین سالوں میں کیا کیا؟ اگر تین سالوں میں کچھ نہیں کر سکے تو کم از کم اپنی غلطیوں سے سیکھیں اور جو بقایا دو سال ہیں اُن میں اس صوبے کی عوام کے لئے بہتری لے کر آئیں۔ میری ذاتی طور پر اور اپوزیشن کی یہ خواہش ہو گی کہ اس صوبہ کی عوام کی زندگی میں کسی طریقے سے بھی بہتری آ سکے۔ اگر یہ کامیاب ہوں گے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ اور جمہوریت کی کامیابی ہو گی اور غریب عوام کو اس سے استفادہ ہو گا۔ کرپشن کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک دفعہ کابینہ میں اور دو تین دفعہ میڈیا میں کہا کہ Annual Development Programme پچاس فیصد کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ آج یہاں پر سارے ممبران موجود ہیں میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب نے جو کہا بالکل سچ ہے اور on ground بالکل ایسے ہی ہے لیکن یہاں پر میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر اُن کو پتا ہے کہ یہاں پر کرپشن ہو رہی ہے تو اُس کو روکنے کے لئے کیا کوئی step لیا؟ اگر کوئی step نہیں لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس کرپشن میں کمی کی کوشش کریں۔ کرپشن ختم نہیں ہو سکتی لیکن ایسے steps لیں جو عوام کو نظر آئیں کیونکہ کرپشن واقعی اس صوبہ اور ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ tendering کے process کے لئے پوری دنیا میں ایک سسٹم ہے اور tendering کا سارا سسٹم پرائیویٹ سیکٹر کو دیا جاتا ہے جس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اُس tendering process پر حکومت غور کرے اور اس میں بہتری لانے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے کی عوام کا ایک اور بڑا مسئلہ SNEs کا ہے۔ آج سارے معزز ممبران یہاں پر موجود ہیں یقیناً اُن سب کے حلقوں میں اساتذہ اور ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جب ہم کابینہ میں شامل تھے تب میں نے کوشش کی اور حکومت نے ایک اچھا step لیا کہ آئندہ آنے والے منصوبوں میں یہ provision ڈال دی لیکن ابھی بھی پرانے سکول جو دو دو سال سے بنے ہوئے ہیں وہاں پر اساتذہ کی کمی کو دُور نہیں کیا جا سکا لہذا خدارا اساتذہ اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جائے۔ آج دانش سکول کا ایک خواب جو وزیر اعلیٰ صاحب نے دیکھا ہے اس سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری priorities اور عوام کی ضروریات کیا ہیں؟ اگر ہمارا بجٹ عوامی ضروریات کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ

ایک بے مقصد exercise ہے۔ آج ہمیں وہ سہولیات سکولوں میں provide کرنی چاہیئں جن کی وہاں پر ضرورت ہے۔ آج اس وجہ سے علاج پرائیویٹ سیکٹر میں بہت مہنگا ہو گیا ہے، تعلیم بہت مہنگی ہو گئی ہے۔ غریب آدمی اپنا بچہ سرکاری سکول میں اس لئے نہیں بھیجتا کیونکہ وہاں پر استاد نہیں ہے، ہسپتال اس لئے نہیں جاتا کیونکہ وہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ہمیں strengthening کی ضرورت ہے۔ ہم تعلیم اور صحت کے لئے اربوں روپیہ لگا دیتے ہیں لیکن اس کو strengthen کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم ایسی سکیمیں شروع کریں جو آگے ناکام ثابت ہوں ہمیں writing on the wall پڑھ لینی چاہیئں۔

جناب سپیکر! میں ییلو کیب سکیم کا ذکر کروں گا۔ اگر ہم پچھلے تین سالوں میں حکومت پنجاب کا track record دیکھیں تو آج pro poor کوئی بھی ایسا ایک منصوبہ نہیں جو کامیاب ہوا ہو۔ ہر منصوبے میں پیسے ضائع ہوئے جس میں حکومت کو شرمندگی اٹھانا پڑی، چاہے وہ سستی روٹی سکیم تھی، رمضان بازار تھا یا فوڈ سپورٹ پروگرام تھا۔ اسی طرح آنے والے پروگرام جس میں دانش سکول بھی شامل ہے چھ مہینے میں واضح ہو جائے گا کہ یہ ایک failed project ہے۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا بھی چھ مہینے میں پتا چل جائے گا کہ اس کی کیا position ہے۔ اگر ییلو کیب کے حوالے سے آپ ٹیلی ویژن اور میڈیا پر عوامی رائے دیکھیں تو عوام بھی اس کے against ہے۔ دنیا آگے ترقی کر رہی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم پیچھے کی طرف چل پڑے ہیں۔ ہم 15 سال پرانے ناکام پروگرام کو کامیاب کرانے کی طرف چل پڑے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو hoarding and adulteration کی روک تھام کے لئے خاطر خواہ انتظامات کرنے چاہیئں اور اس طرح کے steps لینے چاہیئں بلکہ جہاں پر ضرورت پڑے وہاں ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے تاکہ ہم اس سوسائٹی کو گرنے سے بچا سکیں۔ آج ہم سب باہر بیٹھ کر یہ باتیں تو کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کو کیا ہو گیا لیکن ہم سب کو اس کے لئے contribute کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر پنجاب کی بات آئے گی وہاں پر اپوزیشن بھی حکومت کا ساتھ دے گی، جہاں پر پنجاب کے عوام کی بات آئے گی وہاں بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور تجویز یا اپنی رائے حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کو دینا چاہوں گا کہ completion of Cabinet میں سمجھتا ہوں کہ جتنے ایک وزیر کے اخراجات ہوتے ہیں اس سے زیادہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں contribute کر سکتا ہے اور وہ اپنے اخراجات بچا سکتا ہے۔ اگر ایک وزیر پر 10، 20 یا 30 لاکھ روپے ماہوار خرچہ آتا ہے لیکن وزیر نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر

نقصانات کتنے ہو رہے ہیں اس کی میں نے آپ کو مثال دی کہ 72۔ارب روپے کا نقصان ہے۔ شاید 10 یا 20 کروڑ روپے ساری کابینہ پر لگ جائیں لیکن آج کسی کو نقصان نظر نہیں آ رہا۔ ایک effective governance کے لئے یہ ضروری ہے کہ پنجاب کی کابینہ مکمل ہو اور محکموں کے وزراء انچارج ہوں اور انہیں پیسے دیئے جائیں تو میں آپ کو پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وزراء کے ذمہ یہ لگایا جائے کہ آپ نے A.D.P کی مانیٹرنگ اور implementation کرنی ہے تو یہ پیسا جو 193 یا 220۔ارب روپے ایک سال کی بجائے آٹھ آٹھ، نو نو مہینے میں مکمل ہو جائے گا لہذا حکومت کو اپنی کابینہ مکمل کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! حکومت کو اپنی گندم پالیسی کو بھی review کرنا چاہئے۔ جو گندم خریدی گئی اور اس پر ایک سال میں 25 یا 30۔ارب روپے interest دیا اگر ہم اسے مارکیٹ free کر دیں اور مارکیٹ خود determine کرے کہ اس کی قیمت کیا ہے اور اگر ہم نے گندم کی قیمت کو کنٹرول کرنا ہے یا سبسڈی دینی ہے تو وہ پیسا جو آپ آج interest میں دے رہے ہیں اسے آپ subsidize کر دیں۔ میرے خیال میں حکومت کو گندم کی پالیسی کو review کرنا چاہئے۔ ایک اور بہت ہی اہم معاملہ ہے کہ جہاں پر حکومت پنجاب یا کسی بھی حکومت کے resources کم ہیں وہاں پر پرائیویٹ پبلک partnership ہونی چاہئے۔ اس معاملے میں سندھ حکومت ہم سے آگے ہے اور وہاں پر پرائیویٹ پبلک partnership کے کئی ایسے پراجیکٹ چل رہے ہیں تو اس میں حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر اپنا پیسا لے کر آئے اور حکومت کی ڈویلپمنٹ میں اپنا حصہ ڈالے جس سے A.D.P جو کہ 220۔ارب روپے کا ہے وہ اس سے بھی بڑھ جائے گا۔

جناب سپیکر! حکومت کے حالات ہم سب کے سامنے ہیں تو سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اپنی direction اور vision بنائے اور اس پر عمل کرے۔ اگر اس طرح کے پراجیکٹ ایک سال کے دوران آ جاتے ہیں جیسے کلمہ چوک کی مثال ہے تو بے شک وہاں پر ٹریفک جام ہوتا ہے۔ اگر حکومت میں یہ vision ہوتا تو ایک سال پہلے حکومت یہ سوچتی کہ ہمیں یہاں پر منصوبہ چاہئے اور اسے A.D.P میں شامل کرتی لیکن اگر اس وقت نہیں ہو سکا تو تین چار مہینے انتظار کرنا چاہئے تھا اور اگلے A.D.P میں رکھنا چاہئے تھا۔ اس طریقے سے اگر منصوبہ بندی ہو گی تو پھر ہی یہ صوبہ چل سکے گا۔

جناب سپیکر! آخر میں بجٹ پر بحث کو close کرتے ہوئے میں دوبارہ یہ کہوں گا کہ حکومت کو چاہئے کہ اپنی governance effective کرے اور اپنے ایم پی ایز، وزراء، پارلیمانی سیکرٹریوں اور

سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو strengthen کرے۔اس پارلیمنٹ سے ہی ہماری مضبوطی ہے اور اسی پارلیمنٹ نے اس صوبہ کو آگے لے کر چلنا ہے۔یہ صوبہ resource less صوبہ نہیں ہے، یہاں پر ہر قسم کے resources موجود ہیں، لیڈر شپ اگر صحیح direction میں move کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ سارے قرضے بھی اتر سکتے ہیں اور خوشحالی بھی آ سکتی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے حکیم عیش کا ایک شعر پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: کس کا؟

شیخ علاؤالدین: حکیم عیش جنہوں نے یہ کہا تو مرزا غالب کے بارے میں تھا لیکن میں جن کے بارے میں کہوں گا انہیں سمجھ آ جائے گی کہ میں یہ کیوں کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ:

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے
مزہ کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
زبان میر سمجھے اور بیان مرزا سمجھے
مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

جناب سپیکر!میں نے یہ ان کی خدمت میں عرض کیا ہے جنہوں نے اپنی ہر تقریر میں محترم وزیراعلیٰ کے ان اقدامات کو جنہیں پوری دنیا اس وقت سراہا رہی ہے ان کو بھی condemned کیا ہے۔ میں بات شروع کروں گا کہ جب وزیراعلیٰ نے سیلاب۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!انہیں کہیں کہ یہ بات سن لیں۔اگر انہیں سمجھ آ جائے تو پھر بولیں۔

جناب سپیکر: وہ سنیں گے کیوں نہیں؟آپ کی بات سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جب وزیراعلیٰ نے دن رات سیلاب کے متاثرہ علاقوں میں کام کیا، وہاں رہے اور مسلسل فلائٹس لیں یہاں تک کہ کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں پر ہمارے وزیراعلیٰ خود نہیں پہنچے لیکن آج ان پر بھی تنقید ہوتی ہے۔بنائے گئے ماڈل villages پر بھی تنقید ہوتی ہے اور کوئی آدمی ایسا نہیں رہا جسے امداد کی صورت میں cash نہ ملا ہو، اس پر بھی تنقید ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک سچا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے چار دن پہلے یو ایس ایڈ کے ایک انتہائی اہم official نے رابطہ کیا اور کہا کہ آپ وزیر اعلیٰ سے ہمیں ملوا دیں کیونکہ ہم 170 ملین روپے دینا چاہتے ہیں۔ میں نے وزیر اعلیٰ کے بارے میں کہا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جب امریکی ایڈ کے بارے میں ایک فیصلہ کر چکے ہیں تو ان سے کیسے بات کروں؟ آج جب یہ بات ایوان میں کہی جاتی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ایک قدم اٹھایا ہے، ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ہر طرح کی امداد کو خدا حافظ کہنا چاہئے تو میں اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ جو کوئی بھی ان میں سے چاہے، میں کل یو ایس ایڈ کے اس official سے ان کی میٹنگ کراؤں گا اور پھر انہیں بتاؤں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کا آخر vision کیا ہے اور وہ قوم کو کدھر لے کر جانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں اب اپنی اصل بات پر آتا ہوں اور میں راجہ ریاض صاحب کا شکر گزار ہوں کہ وہ اس وقت ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں یہ بات یہاں سے شروع کروں گا کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں جتنی باتیں کہی گئی ہیں، میں اپنے بھائیوں کے سامنے اللہ رب العالمین کی قسم کھا کر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کے سامنے دن رات 24 گھنٹے جوابدہ ہوں۔ یہ آشیانہ سکیم میں ایک روپے کی ہیرا پھیری دکھا دیں خدا کی قسم ان کو جتنے کروڑ روپے کہیں گے میں دوں گا، اگر نہیں دوں گا تو میں اپنے باپ کا نہیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ابھی کمیٹی بنائیں کیونکہ انہوں نے چیلنج کیا ہے اور میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی کمیٹی بنائیں اور ان کو کہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں، جب آپ کی باری آئے گی تو پھر آپ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ معاملہ ہے کیا؟

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیں۔ انہوں نے چیلنج کیا ہے اور میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔۔

شیخ علاؤالدین: بنائیں، بنائیں، کمیٹی بنائیں۔ اگر یہ بات کرتے ہیں تو ان کو penalty بھی کریں۔ یہ بات کرتے ہیں آشیانہ کے بارے میں اور میرے بارے میں؟

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! مہربانی کریں، اس طرح نہ کریں۔ جب آپ کی باری آئے گی پھر آپ تجاویز دیں، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو اختیار ہے کہ آپ جو مرضی کریں۔ اب میں وجہ بتاتا ہوں کہ یہ مسئلہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آشیانہ سکیم انشاء اللہ ان کا ترانہ بجا دے گی۔ میں یہاں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے ان کا ترانہ آشیانہ سکیم سے بجا دینا ہے۔ میں الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے وزیر اعلیٰ کے حکم پر اس وقت پانچ اضلاع میں کام شروع کیا ہوا ہے۔ لاہور میں اس وقت میرے 500 گھر زیر تکمیل ہیں۔ کل بھائی راجہ ریاض صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ اب تک 50 کروڑ روپے میں سے صرف 6 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ انہوں نے بالکل صحیح کہا تھا کیونکہ یہ آشیانہ سکیم الحمد للہ self sufficient ہے۔ اس سکیم میں، میں نے پنجاب حکومت کا نہ صرف پیسا ضائع ہونے دینا ہے بلکہ اس کو میں نے banking channel میں بھی نہیں آنے دینا ہے۔ جس طریقے سے یہ زمین ہم نے لی، میں آج اپنے بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ پندرہ سال سے کس کے قبضے میں تھی اور وزیر اعلیٰ نے وہ زمین کہاں سے نکال کر غریب لوگوں کے لئے آشیانہ بنانے کے لئے کہا؟ وہ کن کے قبضے میں تھی، اگر ان میں ہمت ہے تو بتائیں کہ وہ کون سی جگہ سے یہ زمین نکالی گئی ہے؟

جناب سپیکر! آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ الحمد للہ میں آڈٹ کو جانتا ہوں اور میں نے دنیا کی پانچویں بڑی آڈٹ کمپنی گرینڈ تھراٹن کو contract دیا ہے کہ وہ آشیانہ کا آڈٹ کرے۔ میں لوکل آڈیٹر بھی لے سکتا تھا لیکن میں نے چیف منسٹر صاحب سے گزارش کی کہ میں نے انٹرنیشنل آڈیٹر لینا ہے۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے جس ریٹ پر یہ گھر بنوائے ہیں یا بنوا رہا ہوں اور جس ریٹ پر میں نے contract دیئے ہیں ان میں سے کوئی اسے ڈیڑھ گنا ریٹ پر بھی بنوا کر دکھا دے۔ یہ ہمیں transparency کی بات کرتے ہیں۔ جو بات میں اب کروں گا اسے سن کر انہیں اور الجھن ہو گی، آپ خوش ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ لوگ بھی خوش ہوں گے جو بات میں اب کرنے لگا ہوں۔ لاہور میں نئے ائیرپورٹ کے قریب ہمارے وزیر اعلیٰ نے پچیس ہزار گھر allow کر دیئے ہیں۔ اس کے لئے مجھے رکھ ڈیرہ چاہل میں آشیانہ کے لئے زمین دے دی ہے اور یہ ان تین ہزار گھروں کے علاوہ ہوں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ عوام کے پیسے ہیں جنہیں یہ میں، میں، میں کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب آپ کی باری آئے گی تو پھر آپ ضرور بولیں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے اور اب آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! ان کو سمجھالیں، یہ بات اچھی نہیں ہے۔ اس طرح پھر ان کا کام بھی نہیں چلے گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ اس House کے Custodian ہیں، آپ سب کو ساتھ لے کر چلیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کی طرف سے جتنے لوگ بھی بولے ہیں انہیں سنا گیا ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی اس وقت ان کی بات کا جواب دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل جب میں تقریر کر رہا تھا تو لاء منسٹر کو بار بار مرچیں لگ رہی تھیں، اس وقت آپ کیوں خاموش رہے؟ لاء منسٹر نے کل مجھے کہا کہ میں بونگیاں مار رہا ہوں حالانکہ انہوں نے کل خود بونگیاں ماری ہیں اور انہوں نے میرے اعداد و شمار کو چیلنج کیا ہے۔ یہ آج جواب دیں میں نے اگر ایک figure بھی یہاں غلط دی ہو تو جو سزا کہیں گے میں وہ سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے کل جان بوجھ کر سازش کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ ساتھ ملے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، میں ملا ہوا تھا، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے آپ کی۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آشیانہ کی بات یہاں آکر ختم کرتا ہوں کہ چار اضلاع میں گھر شروع ہو چکے ہیں، بارہ اضلاع کی زمینیں ٹرانسفر ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ آشیانہ سکیم پورے پنجاب میں بنائیں گے۔ آج سے سو سال بعد آنے والی ہماری نسلیں پنجاب حکومت پر فخر کریں گی۔ میں آشیانہ کے بارے میں بات کر رہا ہوں، میں نے انٹرنیشنل فرم کو آڈٹ کے لئے کہا ہے، اِن کو بھی اجازت ہے یہ جب مرضی میرے پاس آئیں اور میرا کوئی بھی بھائی حساب دیکھے۔

جناب سپیکر! ییلو کیب پر بہت تنقید ہو رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے پچھلی ییلو کیب سکیم میں معاملات خراب ہوئے تھے۔ (شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو شیخ صاحب نے اعتراف کیا ہے اس اعتراف کے بعد وزیر اعلیٰ کو استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ خوش ہوتے رہیں اس طرح۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان کو کہیں کہ یہ میری بات سن لیں، میں ان کی بات سنوں گا اور میں اپنے بھائی شوکت بسراء کو باقاعدہ دلیل سے جواب دوں گا۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ میری بات سن لیں، پھر جیسے مرضی بات کر لیں۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! جب آپ کی باری آئے گی پھر بات کر لینا، میں ابھی آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*******]

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے، ان تمام الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کی ہر غلط بات کا جواب دوں گا، ان کی اچھی بات بھی سنوں گا اور اس کا بھی جواب دوں گا۔ میں نے یہ بات اس لحاظ سے کہی ہے کہ آج سے سولہ سترہ سال پہلے اگر اس میں کچھ ہوا ہے تو میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب جو سکیم آئے گی اس میں جو معاملات ہمارے وزیر اعلیٰ نے discuss کئے ہیں اِن میں قطعاً کسی قسم کی کوئی کرپشن نہیں ہو گی۔ میں بتادوں کہ ہم اس سکیم کو اس طریقے سے لے کر چل رہے ہیں کہ اس سکیم میں تمام گاڑیاں local made ہوں گی، اس میں کوئی imported لگژری گاڑی نہیں ہو گی اور 800 CC سے اوپر کی گاڑی نہیں ہو گی۔ اس میں اگر کرپشن ہوئی ہے تو یہ ہمیں بتائیں، ابھی تو ہم نے وہ سکیم launch ہی نہیں کی ان کو خطرہ کیا ہے؟ آج میں یہ بتاتا ہوں کہ اس سکیم کے اندر 800 CC تک گاڑیاں ہوں گی، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس کی feasibility بنائے دیتا ہوں۔ یہ سکیم انشاء اللہ تعالیٰ 20,000 لوگوں کو بہترین روزگار دے گی جس میں وہ کم از کم -/1500 روپے سے لے کر -/2300,-/2200 روپے تک روزانہ کما سکیں گے۔ اگر یہ چاہیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو تفصیل بتادوں گا اور اگر ان کو یقین نہیں آئے گا تو میں ان کی بات مان لوں گا، یہ مجھے بتادیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آئیں میرے ساتھ بیٹھیں، بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بسراء صاحب سے کہیں کہ میری بات سُن لیں۔(قطع کلامیاں)

اب خواتین کے لئے اس میں یہ بات کہ گریجویٹ ہونا ضروری ہے، گریجویشن کی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ یہ سکیم جواب آ رہی ہے اس کے اندر گریجویشن کی کوئی بات نہیں کی جا رہی۔ ہمارے کچھ بھائیوں نے کہا ہے کہ گریجویشن کو خراب کیا جا رہا ہے، خواتین کو اس میں شامل کیا جا رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جن خواتین کو اس میں گاڑیاں ملیں گی وہ خود بھی اور اپنے پاس ڈرائیور رکھ کر بھی رزق حلال کما سکیں گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کو گاڑیوں کا ٹھیکہ ملا ہے، گاڑیاں انہوں نے سپلائی کرنی ہیں۔ سپلائی سکیم اور افسانہ ہاؤسنگ سکیم دونوں کا ٹھیکہ ان کو ملا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ اپنے ٹائم پر آپ جو تجویز دیں گے وہ مانیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے بھائی شوکت بسراء سے مجھے یہ پوچھ دیں کہ میرا Suzuki کے ساتھ کیا تعلق ہے، انہوں نے مجھ سے کون سی گاڑی لی تھی؟ اس کا نام بتائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں بتاتا ہوں، ان کا تعلق ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: آپ بتائیں میرا Suzuki سے کوئی تعلق ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے، مجھے جواب دینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ میں نے سپلائی کرنی ہیں۔ خدا کی قسم میں نے سپلائی نہیں کرنی اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے لیکن یہ ایک انتہا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے میرا نام لیا ہے، مجھے جواب دینے کا موقع دیں۔[***********]

جناب سپیکر: کیا بات کرتے ہیں؟ ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: خواتین کے لئے جو اتنا بڑا قدم اُٹھایا جا رہا ہے کہ ان کے لئے تمام بڑے شہروں میں اور لاہور میں کم از کم چار ڈے کیئر سنٹر بنائے جائیں۔ میری حکومت سے درخواست ہو گی کہ ان خواتین کو جو working women ہیں ان کے لئے یہ بہت بڑی پریشانی ہے، وہ بچوں کو کہیں نہیں رکھ سکتیں، ان کے لئے ڈے کیئر سنٹر بنائے جائیں اور اس کا لاہور میں سب سے بہترین حل یہ ہے کہ جناح گارڈن میں جو لیڈیز کلب ہے وہ ایک سنٹرل جگہ ہے وہاں پر ڈے کیئر سنٹر بنایا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ I am sorry.

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب میں فوری طور پر کچھ تجاویز دوں گا کیونکہ میرے دوست بہت ناراض ہو رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ وزیر اعلیٰ نے جو موبائل ہسپتالوں کا ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے اور جنوبی پنجاب میں جو پانچ fully equipped Mobile Hospitals بھیجے ہیں، انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ پورے پنجاب میں چلنے چاہئیں، اس پر فوری توجہ دی جائے اور جتنی جلدی ہو پنجاب کے ہر کونے میں موبائل ہسپتال پہنچا دیئے جائیں۔ یہ کہا گیا کہ چار میڈیکل کالج بنائے جائیں گے یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے لئے faculty کہاں سے آئے گی؟ پہلے ہی جو 75 میڈیکل کالجز ہیں ان میں faculty کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہیپاٹائٹس تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سروسز ہسپتال کا جو ہیپاٹائٹس سنٹر ہے، میں محترم وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے کہنے پر اس کو دوبارہ شروع کرنے کا حکم دیا ہے لیکن میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ پتا کریں کہ آخر وہ بند کیوں ہوا تھا؟

جناب سپیکر! میں ایک یہ تجویز بھی دینا چاہوں گا کہ شادی ہالوں پر capacity tax لگا دیا جائے اور 200 مہمانوں سے زیادہ پر باقاعدہ guest duty کا اجراء کیا جائے تاکہ جو متوسط طبقہ ہے وہ لڑکی یا لڑکے والوں کے اس مطالبے پر کہ ہزار، ہزار لوگوں کا کھانا دیا جائے اور اس کھانے سے جو تباہی مچتی ہے اس سے بچ سکیں لہذا اس کو tax net میں لایا جائے۔ شادی ہال کے اندر unlimited لوگوں کی گنجائش ہوتی ہے۔ ہاؤس کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ اس پر توجہ دے، آپ سوچ نہیں سکتے جس طرح لڑکے والے آکر لڑکی والوں کو کہتے ہیں کہ "ہزار بندہ تے ہوئے گا" اب وہ جو ہزار بندہ ہے وہ -/800 روپے per head سے کم نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ بجٹ کہاں تک چلا جاتا ہے؟ میں اپنے بھائی سید محمود صاحب کا بہت شکر گزار ہوں، انہوں نے آج کمال بات کی ہے۔ Three Trillion rupees کی زرعی آمدنی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ نے اس وقت ان سے کیوں پوچھا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ

زرعی آمدنی پر ٹیکس لگنا چاہئے کیونکہ جب پچھلے سال میں نے یہ بات کی تھی تو آپ نے مجھے روک کر کہا تھا کہ شیخ صاحب! کیا کرتے ہو؟ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر یہ آواز جنوبی پنجاب سے آ رہی ہے تو میں سید احمد محمود صاحب کو salute کرتا ہوں کہ یہ بات انہوں نے کہی ہے، بالکل زرعی آمدنی پر ٹیکس لگنا چاہئے۔ Three trillion rupees کی یہ آمدنی بالکل علیحدہ ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے بہت سے مسائل حل ہوں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے زرعی آمدنی کی بات نہیں کی، آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: انہوں نے across the board income کی بات کی ہے۔ ابھی ان کو بلا لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کو پتا ہے ان پر ٹیکس کتنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے اس پر support کریں، میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سب کو ٹیکس دینا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہمارے یہاں سنٹرل پنجاب میں تو اتنی بڑی ملکیت بھی نہیں ہے اگر یہ بات جنوبی پنجاب سے آئی ہے تو ہمیں انہیں سلام کرنا چاہئے کہ انہوں نے بہت بڑی بات کی ہے۔ Solid Waste Management پر ہم کروڑوں، اربوں روپیہ دے رہے ہیں، مشینری دے رہے ہیں لیکن آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی کہ Solid Waste Management کے جتنے چالان ہیں، پچھلے تین سال سے کوئی مجسٹریٹ نہیں ہے جو ان پر جرمانہ کر سکے۔ اب نتیجہ یہ ہے کہ Solid Waste Management کا عملہ جب کسی کا چالان کرنے جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس کا مذاق اُڑاتا ہے بلکہ اس کو وہاں سے بھگا دیتا ہے۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! فلٹریشن پلانٹ کی بات کروں گا، پچھلے دور حکومت میں آپ کو یاد ہوگا کہ میرے اور آپ کے حلقے میں فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے تھے۔ 15 دن بھی نہیں چلے وہ 15۔ ارب روپیہ کہاں گیا؟ جنہوں نے وہ فلٹریشن پلانٹس میں کھایا اور اس میں ایک ہی کمپنی تھی Raindrop وہ کمپنی کس کی تھی، وہ پیسا کہاں گیا؟

جناب سپیکر! میں تیزی سے اپنی گزارشات ختم کر رہا ہوں، میں یہ کہتا ہوں کہ سوسائٹی کا وہ طبقہ جو -/2000 روپے per head پر کھانا کھلاتا ہے اور ایک "Indian designer "Jay

"Walia کے ڈیزائن کئے ہوئے bridal dresses پہنتا ہے جس کے ایک سوٹ کی قیمت 40 لاکھ روپے ہے اور لاہور اور کراچی میں آ کر وہ فیشن شو کرتی ہے تو میں آپ سے بھی اور اپنے تمام بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کبھی انہوں نے یہ سوچا ہے کہ ہم سوسائٹی کے اس segment کو condemn کریں۔ ہم انڈیا کے خلاف اتنی باتیں کرتے ہیں اور ان کے ڈیزائنرز کے دیئے ہوئے 40 لاکھ کے سوٹ پہنتے ہیں۔ آپ کو یہ سُن کر حیرانگی ہو گی کہ پچھلے دِنوں ایک cotton lawn exhibition پر لبرٹی کی ایک دُکان کی سیل 3 کروڑ 70 لاکھ روپے تھی۔ وہ میں نے یا آپ نے نہیں خریدی وہ اسی segment کی عورتوں نے خریدی ہے۔ پاکستان انڈیا سے میچ ہارتا ہے، ہم 40۔ارب روپے جوے میں ہارتے ہیں۔ فرض نمازیں چھوڑتے ہیں اور دعائیں پڑھتے ہیں کہ پاکستان انڈیا سے میچ جیت جائے۔ 40۔ارب روپے ہارتے ہیں اور جب ٹیم واپس آتی ہے تو اس کو خوش آمدید کہتے ہیں اور کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ اس غریب قوم کا 40۔ارب روپے کن Bookies نے کیسے انڈیا کو پہنچایا؟

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ موبائل فون پر خدارا کوئی provincial duty لگائیں کیونکہ یہ نئی نسل کو تباہ کر رہا ہے۔ آپ صبح walk کے لئے نکلیں، چھوٹی چھوٹی بچیوں نے believe me کان سے موبائل لگائے ہوتے ہیں، ایسے ایسے messages میں مصروف ہوتی ہیں، میں وہ سمجھ نہیں سکتا کہ یہ سب کیا ہے اور اتنی بات ہمیں سمجھ میں نہیں آتی کہ ہماری نئی نسل کدھر جا رہی ہے؟

جناب سپیکر! ویٹرنری گریجویٹ کو زمین دینا اور ان کے لئے 9 لاکھ روپے ایک آدمی کو دینا بہت اچھی بات ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ان کو یہ رقم pool میں دی جائے۔ پانچ آدمیوں کا ایک pool بنایا جائے اور 45 لاکھ روپے ان کو دیئے جائیں۔ آپ خود بڑے زمیندار ہیں، 9 لاکھ روپے میں level ہو گا اور نہ ہی ٹریکٹر آئے گا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس میں پانچ آدمیوں کا ایک pool بنا دیا جائے، 4.5 ملین روپے ان کے پاس ہوں تو اس سے بہت بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کے اس وقت 30 ہزار ملازمین ہیں، 10 ہزار ملازمین سے زیادہ کام نہیں کرتے، 20 ہزار ملازمین surplus ہیں ان کا بھی کوئی سوچ لیا جائے اور ان کے لئے جو کچھ بھی جلدی سے جلدی ہو سکتا ہے کریں یا تو انہیں merge کیا جائے، کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے۔ کھاد کے ڈیلر اس قوم کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، اس کا ایک حل یہ ہے کہ کھاد کی ہر بوری پر اس کی قیمت لکھی جائے۔ ایک لاکھ افراد کو 20 ہزار روپے فی کس کے حساب سے قرضہ دینا بہت اچھی بات ہے لیکن ان کو feasibility بنا کر بھی دی جائے کہ یہ 20 ہزار روپے کہاں لگائیں اور اس feasibility کے لئے سمیڈا

جیسا کوئی ادارہ ہو جو انہیں کہے کہ آپ اس کو handicraft میں لگائیں۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک، زراعت، فشریز اور فاریسٹری کو ایک کر دیا جائے۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی محکمہ خزانہ کو بھی ایک کر دیا جائے اور جتنے بھی اس قسم کے محکمے ہیں ان کی تعداد بھی کم کی جائے تاکہ اخراجات میں کمی واقع ہو۔ پنجاب میں تمام سرکاری گاڑیوں کا جو اس وقت ٹوٹل ہے ان کو 25 فیصد تک کر دیا جائے۔ دوسرا یہ کہ Conveyance Allowance جیسا کہ ابھی فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے گریڈ بیس، اکیس اور بائیس کو دیا ہے۔ ہمارے افسران کو بھی Conveyance Allowance دے دیا جائے اور اسی طریقے سے اسے بھی یہاں پر لاگو کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک کنال سے زیادہ کے گھروں پر پابندی لگائی جائے کیونکہ ایک کنال سے بڑے گھروں کی maintenance بھی مہنگی پڑتی ہے اس لئے ان پر پابندی لگائی جائے اور سرکار میں سے کسی کے پاس نہ ہو، maintenance اور تمام دوسرے اخراجات حکومت کو بچنے چاہئیں۔ میں نے ایک دن آپ سے عرض کی تھی کہ جناب مجھے یہ پوچھ لینے دیں کہ پنجاب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے پنجاب حکومت کے دفاتر، آپ believe کیجئے کہ ہماری حکومت کا حضرت باباشاہ جمال کے پاس ایک آفس ہے۔ میں جب بھی وہاں پر جاتا ہوں یا تو دو چار فقیر سامنے بیٹھے ہوتے ہیں یا گیٹ بند ہوتا ہے اور ایک آدھا کتا بیٹھا ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمام اس طرح کے دفاتر جو کہ کوٹھیوں میں ہیں وہ دفاتر ہماری حکومت کو کتنے ارب روپوں میں پڑ رہے ہیں؟ جب میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی، حالانکہ آپ وسیع دل رکھتے ہیں لیکن آپ نے کہا تھا کہ یہ in the interest of public نہیں ہے۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ خدارا ان دفاتر پر توجہ دیں۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ good governance ہے۔

شیخ علاؤالدین: میرے جس بھائی نے good governance کی بات کی ہے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آج سے دس سال پہلے بھی موجود تھے اور پندرہ سال پہلے بھی موجود تھے۔ میں تو ان کی بہتری چاہتا ہوں اگر اب بھی کر دی جائے تو بہتر ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ اپریل، مئی اور جون میں جتنی repairs ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات سن لیں، میں تیزی سے ختم کر رہا ہوں۔ اپریل، مئی اور جون میں جتنی بھی repair ہو رہی ہے اس میں concerned MPA کو چاہے اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے، چاہے حکومتی پارٹی سے ہے اس میں ان سے رائے لی جائے کہ repair کے اندر جو اخراجات

ہو رہے ہیں یہ کس طرح ہو رہے ہیں اور کیا یہ واقعی ہو رہے ہیں؟ میں ایک بات حکومت سے کرنا چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب کے چار ڈائریکٹروں نے 20۔ارب روپے قرضہ لیا، آپ بھی Banking Law پڑھتے ہیں اور یہ سب کچھ جانتے ہیں کہ ڈائریکٹر کیسے قرضہ لے سکتا ہے؟ آج تک مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اوپر جو بندہ بیٹھا ہے اس نے 20۔ارب روپے کیسے لیا؟ میں پنجاب کے عوام کی طرف سے حکومت سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ بتایا جائے اگر اس کے اوپر کچھ نہیں ہوا تو سٹیٹ بنک نے اب تک ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟ دوسری بات میں یہ کروں گا کہ صرف 2009 میں 4ہزار 19 ملین روپے قرضے اب بھی معاف ہوئے ہیں جو تقریباً 4.5۔ارب روپے بنتے ہیں۔ میں اور آپ اگر ٹیکس نہ دیں تو ہمیں پہلے دفعہ 122 کا نوٹس پھر اس کے بعد دفعہ 127 کا نوٹس دیا جاتا ہے۔ یہ 4ہزار 19 ملین روپے میں ثابت بھی کر سکتا ہوں کہ یہ کیوں گیا۔

جناب سپیکر! جنگلات کرپشن کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ اس وقت چھانگا مانگا کا جنگل بالکل تباہ ہو گیا ہے اور یہ اس کا ایک test case ہے۔ 12ہزار ایکڑ اراضی 40ہزار روپے کے حساب سے بھی دی جائے تو کتنی رقم بنتی ہے؟ اس پر بھی غور کر لیا جائے۔

(اذانِ ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ محکمہ جنگلات عملی طور پر ختم ہو چکا ہے کیونکہ چھانگا مانگا کا جنگل میرے حلقے میں واقع ہے میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ خود تشریف لا کر دیکھیں کہ وہاں جنگل نام کی اب کوئی چیز نہیں ہے۔ 12ہزار ایکڑ پر پھیلا ہوا وہ جنگل بالکل تباہ ہو چکا ہے، باقی جنگلات کے حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ خود اندازہ لگا لیں 40ہزار روپے فی ایکڑ سے کم پر اب کوئی رقبہ نہیں ہے۔ ان جنگلات کو privatize کر دیا جائے اور اس کے ارد گرد دیواریں کی جائیں تب تو یہ جنگل بچیں گے یا دوبارہ بنیں گے لیکن ہمارے لئے، میں افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ شرم کا مقام ہے کہ انگریزوں نے یہ جنگل بنائے تھے اور پوری دنیا میں ان جنگلوں کا نام لیا جاتا تھا کہ یہ قدرتی جنگل نہیں ہیں لیکن ہم ان کو بھی نہیں سنبھال سکے۔ آخر میں ایک دو باتیں ہیں جن کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اگر اپنی food habits ٹھیک نہ کیں اور اپنی نئی نسل کو میکڈونلڈ اور کے ایف سی سے نہ بچایا اور رات کو چوبیس چوبیس گھنٹے restaurant کو چلنے دیا گیا،

آپ کے بھی علم میں ہے اور باقی بھی جو معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں ان کے علم میں بھی ہے کہ امریکہ میں سات بجے کے بعد کھانا نہیں ملتا، کہیں کھانا نہیں ملتا سوائے Casinos کے۔ ہمارے ہاں آخر چوبیس گھنٹے کیوں restaurants کھلے ہیں، آخر کیوں؟ یہ جو غلط habits ہیں، ابھی پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے کہ مغرب کے بعد ہمارے بزرگ کھانا کھایا کرتے تھے اور عشاء پڑھ کر سو جاتے تھے۔ آج ساری رات لوگ جاگتے ہیں restaurants میں بیٹھتے ہیں اور کیبل دیکھتے ہیں اس کا بھی کچھ کر لیجئے۔

جناب سپیکر! آج میرے بھائی سید احمد محمود نے بہت اچھی باتیں کی ہیں، پتا نہیں آپ نے سنا ہے یا نہیں لیکن میرے لئے یہ بہت بڑی بات اور بہت بڑی خبر ہے کہ انہوں نے آج زرعی انکم ٹیکس کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے بات کی کہ لاہور ٹیکس نہیں دیتا میں اس کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں، وہ بہت پڑھے لکھے آدمی ہیں اور taxation کو سمجھتے ہیں لہذا ان کی بات کا جواب دینا میرا فرض بنتا ہے۔ میں 1999 میں بھی ویلتھ ٹیکس میں تھا میں کہتا ہوں کہ آج ویلتھ ٹیکس لگا لیں، خدا کرے آج ویلتھ ٹیکس لگ جائے پھر میں پوچھوں گا کہ انہوں نے جو لفظ بولا کہ لاہور کی دو کنال کی کوٹھی میاں چنوں کی دو کنال کی کوٹھی کے برابر کیسے آئے گی؟ میں کہتا ہوں کہ جب لاہور کی دو کنال کی کوٹھی چار کروڑ پر assess ہو گی اور میاں چنوں کی دو کنال کی کوٹھی چالیس لاکھ پر assess ہو گی تو لگ پتا جائے گا کہ لاہور کا ٹیکس ratio کیا ہے۔ اگلے سال سیلز ٹیکس پنجاب کے پاس آ جائے گا، لاہور کو بُرا نہ کہا جائے لاہور تو فیڈرل پول میں maximum tax دے رہا ہے۔ میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں اور ثابت کر سکتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے پول میں maximum share لاہور دے رہا ہے جس کا اسے اور پورے پنجاب کو حصہ ملتا ہے۔ اللہ کرے ہم تمام شہروں کو پورا حق دیں، مجھے ملتان بھی اتنا ہی عزیز ہے جتنا لاہور، مجھے اٹک بھی اتنا ہی عزیز ہے، مجھے بہاولپور بھی اتنا ہی عزیز ہے لیکن لاہور کو اس طرح برا نہ کہیں۔ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور میں بتا دیتا ہوں کہ فیڈرل پول میں لاہور کا کتنا حصہ ہے۔

جناب والا! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو سال ختم ہو رہا ہے اس میں پنجاب کو فیڈرل پول سے پورا حصہ نہیں ملا اور انہوں نے کہا کہ چونکہ ہماری recovery کم ہے اس لئے ہم آپ کو نہیں دے سکتے اور انہوں نے development میں سے 30 فیصد کاٹ لیا ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے ہمارے بھائی اس بات کو پڑھ لیں اور میں چاہوں گا وہ اس کا جواب بھی دیں۔ وفاقی حکومت نے سیلاب میں سندھ کو اربوں روپیہ دیا، کیا انہوں نے پنجاب کو بھی دیا؟ اس کے باوجود حکومت پنجاب نے اپنے resources سے تمام سیلابی علاقوں میں جو ہو سکا ان بھائیوں کے لئے کیا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جو decide کیا ہوا ہے اس کے مطابق اب مقررین کے لئے پانچ پانچ منٹ ہوں گے۔

معزز ممبران: انہوں نے تو پچاس منٹ تقریر کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ already decide ہو گیا ہوا تھا۔

میاں محمد رفیق: پانچ منٹ وی نہ دیو، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

میاں محمد رفیق: یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کچھ کو ایک ایک گھنٹہ ملے اور باقیوں سے کہا جائے کہ پانچ منٹ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو اپنے بھائی کامران مائیکل کو بجٹ پڑھنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ جب بجٹ کی winding up speech ہو گی تو کامران مائیکل صاحب وزیر ہوں گے یا نہیں اور انہیں اجازت ملے گی کہ وہ winding up speech کر سکیں۔ بہر حال وہ تشریف فرما ہیں اس لئے میں کچھ باتیں ان کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں۔ لیڈرشپ کا کام vision دینا ہوتا ہے، بجٹ کسی بھی لیڈر کے vision کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ 2008 میں 144 سکولوں کو centre of excellence بنانا تھا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ سات شہروں میں طالب علموں کے لئے مفت ائیر کنڈیشنڈ بس سروس شروع کرنی تھی، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے بعد ایک ہزار ائیر کنڈیشنڈ بسیں سڑکوں پر لانا تھیں، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ اس وقت بھی 350 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا مجھے بتائیں کہ وہ کہاں ہے؟ 15۔ارب روپے سے 4574 کمپیوٹر لیبز بنانی تھیں وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنی طرف سے ہیلتھ انشورنس کا ایک بہت بڑا اعلان فرمایا تھا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ ہیلتھ انشورنس کہاں ہے؟ اس کے بعد کمپیوٹرائزڈ لینڈ ریونیو ریکارڈ کی بات کی گئی میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے بعد آئی ٹی یونیورسٹی جس کے بارے میں، میں صرف دو جملے آپ کو بتانا چاہتی ہوں اور آج پوچھنا چاہتی ہوں کہ جسے آئی ٹی یونیورسٹی بنانا تھا آج وہاں کون لوگ تشریف فرما ہیں؟ "وزیراعلیٰ کا پُر تعیش اور عالی شان سیکرٹریٹ جس کی تعمیر، زیبائش و آرائش پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے تھے قائد ایوان کے اعلان کے مطابق آئی ٹی یونیورسٹی برائے خواتین بنائی جائے گی وہ کہاں ہے؟ آج اس عالی شان سیکرٹریٹ میں کون

لوگ تشریف فرما ہیں اور وہ کس پُر تعیش زندگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ 2008 میں یہ دس points ہیں جن کا اگلے سال میں کوئی نام ونشان نہیں ملتا۔ 2009 میں دیکھ لیں کہ اس میں فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا اس کی جس طرح تباہی ہوئی اور اس پر جس طرح اربوں روپیہ لٹایا گیا، سستی روٹی کا نام لیا گیا، دانش سکول سسٹم 2009 میں شروع کرنے کی بات کی گئی، گرین ٹریکٹر سکیم بھی 2009 میں شروع کرنے کی بات کی گئی یہ سب چیزیں کہاں ہیں؟ آٹھ سو ایکڑ پر knowledge city بنانے کی بات کی گئی لیکن اس کی انا للہ پڑھی جا چکی ہے۔ 4286 کمپیوٹر لیبز کو پھر add کیا گیا وہ کہاں ہیں؟ اس وقت 2009 میں بھی 200 چھوٹے ڈیمز بنانے کا اعلان کیا گیا، ڈیم تو کیا ایک نالی بھی نہیں بن سکی، مجھے بتائیں کہ وہ ڈیمز کہاں ہیں؟ 2009 میں کچی آبادیوں کے مکینوں پر بڑا ترس آیا تھا اور کچی آبادیوں کی جگہ پر فلیٹ بنانے کی بات کی گئی تھی وہ فلیٹ کہاں ہیں؟ 200 سی این جی بسیں روڈ پر لانے کی بات کی گئی تھی، وہ کہاں ہیں؟ اس کے بعد 2010 میں آجاتے ہیں، بائیس موبائل ہسپتال بنانے تھے جو میں ثابت کر سکتی ہوں کہ اب کی تقریر میں چار موبائل ہسپتال کہے گئے ہیں حالانکہ بائیس موبائل ہسپتالوں کی بات کی گئی تھی، liver transplant شروع کرنے کی بات کی گئی تھی، کوئٹہ میں کارڈیالوجی ہسپتال بنانے کی بات کی گئی تھی، یہ راولپنڈی میں تو کارڈیالوجی بنا نہیں سکے کوئٹہ میں انہوں نے کیا کارڈیالوجی بنانا تھا۔ یوتھ ایمپلائمنٹ فنڈ کی بات کی گئی لیکن وہ کہیں نہیں ہے اس وقت بھی چار میڈیکل کالجز کہے گئے تھے وہ آج بھی ہیں ۔ انہوں نے اس وقت بھی شمسی توانائی سے ٹیوب ویل شروع کرنے تھے یہ شمسی توانائی سے ایک بلب تو جلا نہیں سکے تو ٹیوب ویل کیا چلائیں گے؟ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب یہ اس قسم کے initiative کا سوچتے ہیں تو پتا نہیں اس وقت کس وہم اور کس وسوسے کی کیفیت میں ہوتے ہیں، ان کے اوپر خود بخود اچانک ایک وحی نازل ہوتی ہے کہ صبح میں یہ پروگرام شروع کروں لیکن آپ اس پروگرام کی حالت دیکھ لیں اور میں ریکارڈ سے ثابت کر رہی ہوں کہ یہ پروگرام کہیں exist نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! اگر 2011 کی بجٹ تقریر کی بات کریں تو میں categorically کہوں گی کہ یہ تقریر کسی پراپرٹی ڈیلر کے دفتر میں بیٹھ کر بنائی گئی ہے۔ پنجاب کا بجٹ زمینوں سے شروع ہوتا ہے اور زمینوں پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب آشیانہ سکیم کے بارے میں ایک بڑی لمبی چوڑی تقریر فرما رہے تھے میں ان کی خدمت میں گزارش کر دوں کہ آج آشیانہ سکیم ہائیکورٹ میں challenge ہو گئی ہے۔ آشیانہ سکیم کے نام سے زمین پر قبضہ کرنے کا پروگرام ہے، جناح پور سکیم، سیلف ایمپلائمنٹ سکیم، عارضی کاشت سکیم پھر دو سالہ عارضی کاشت سکیم، یہ کیا ہے؟ کیا پنجاب کی

زمینیں کسی کے باپ کی جاگیریں ہیں کہ آپ نے پنجاب کی زمینوں پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنالیا ہے اور پنجاب کا بجٹ زمینوں سے شروع ہو کر زمینوں پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کامران مائیکل صاحب کو ایک important بات یاد کرا دوں کہ ان کے اپنے وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے، خواتین کے حوالے سے جو تین محکمے ہوتے ہیں ان میں وومن ایمپاورمنٹ، پاپولیشن ویلفیئر اور سوشل ویلفیئر کا پنجاب کی بجٹ تقریر کے اندر کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں پیلو کیب سکیم کے حوالے سے ایک important بات آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں۔ کامران مائیکل صاحب! میں categorically آپ کی توجہ چاہوں گی چونکہ میں ایک بہت اہم issue raise کرنے جا رہی ہوں کہ آپ نے اپنی بجٹ تقریر میں پیلو کیب سکیم کے لئے 4۔ارب 50 کروڑ روپے کہے اور اس میں بیس ہزار کاریں آنی ہیں اگر estimate لگائیں تو دو لاکھ کچھ کی ایک کار بنتی ہے۔ میرے پاس اشتہار موجود ہے جو پنجاب حکومت کی طرف سے کل کے تمام اخبارات میں دیا گیا ہے اس میں 40۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اب ہم کس کا یقین کریں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا 18 لاکھ روپے فی ٹیکسی غبن کرنے کا پروگرام ہے۔ آپ ہمیں کچھ بتا رہے ہیں اور اشتہاروں میں کچھ دے رہے ہیں، یہ کس کو پاگل بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ آپ نے تو ابھی 18 لاکھ روپے per taxi غبن کرنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ یہی تو بات ہے کہ "مر ہی نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا" ان کی تو credibility یہ ہے کہ ان کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ذوالفقار کھوسہ صاحب کہتے ہیں کہ رائے ونڈ میں کوئی فارم ہاؤس نہیں ہے لیکن وزیراعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلے ٹیکس دوں گا۔ آپ ان کے قول و فعل میں تضاد کا اندازہ لگائیے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ پیلو کیب سکیم شروع ہونے سے پہلے ہی کرپشن اور controversy کا شکار ہے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے پچھلے دور میں پیلو کیب سکیم کے حوالے سے جو روایات چھوڑی تھیں یہ اسی کو meet کرے گی اور ملکی معیشت کی تباہی کا باعث بنے گی۔

جناب سپیکر! میں جلدی سے اپنی تقریر کو wind up کرتے ہوئے کہوں گی کہ foreign aid پر انہوں نے جو بچت کرنی ہے اس کی مجھے سمجھ نہیں آ سکی۔ ایک تو بجٹ میں foreign aid کی کسی amount کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کتنی amount foreign aid سے آنی تھی، وہ کن projects کے لئے تھی اور اس کا اب alternate کیا ہے؟ اگلے دن حکومت پنجاب کے ترجمان کا بیان بھی آگیا ہے

کہ جو سکیمیں چل رہی ہیں وہ چلتی رہیں گی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں اور اس چیز کو آپ ایک سیاسی stunt اور نعرے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم چیز آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔ آج اس صوبہ پنجاب کے اندر جہاں لوگوں کو روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں، جہاں لوگ زندہ رہنے کے لئے اپنا حق مانگ رہے ہیں وہاں پر Society for the Prevention of Cruelty to Animals کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ یہ سوسائٹی کہاں ہے؟ میں اس کا estimated budget آپ کو بتا دیتی ہوں۔ Current Expenditure Vol-II کے صفحہ نمبر 1013 پر لکھا گیا ہے کہ Society for the Prevention of Cruelty to Animals. یعنی animals کے تحفظ کے لئے سال 2010-11 میں -/1,57,00000 روپے estimate کئے گئے ہیں۔ ان میں سے -/1,53,00000 روپے لگائے گئے اور سال 2011-12 میں اس کے لئے -/1,55,00000 روپے رکھے گئے ہیں، یہ کیا مذاق ہے، یہ سوسائٹی کیا کر رہی ہے اور کہاں واقع ہے؟ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح subsidy کے حوالے سے ایک اہم بات ہمارے سامنے آئی ہے۔ پنجاب کے بجٹ کے اندر 21۔ ارب روپے کی subsidy estimate کی گئی تھی۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ کسی کے سگے نہیں ہیں۔ یہ pro-poor budget کو بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ نااہلی اور کم عقلی کی انتہا ہے کہ pro-poor schemes کے لئے جو بجٹ مختص تھا اس کو بھی proper استعمال نہیں کیا گیا۔ 13۔ ارب روپے اس مد میں استعمال کئے گئے اور 30۔ ارب روپے اب پھر رکھ دیئے گئے ہیں جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔

جناب سپیکر! grants in aid کے نام سے ایک secret fund ہوتا ہے۔ اس دفعہ اس میں کمال کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کو highlight کر کے بتاؤں گی کہ پنجاب حکومت کا پیسا جس طرح سے لُٹایا گیا اس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ لوگوں کے صرف نام موجود ہیں کہ جن کو پانچ پانچ یا تین تین لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں اس وقت پانچ لاکھ روپے سے اوپر والے لوگوں کو refer کروں گی۔ ان کا کوئی نام و نشان نہیں ہے کہ کس head میں اور کیوں پیسے دیئے گئے ہیں؟ میں پہلے یہ بتا دوں کہ grant in aid کے لئے 18 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی لیکن اس مد میں ایک ارب 46 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ کیا ہے، کیا اس کو کرپشن نہیں کہتے، کیا اس کو bad governance نہیں کہتے؟ 18 کروڑ روپے کی بجائے آپ ایک ارب 46 کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں۔ اس بجٹ میں

2۔ارب 62کروڑ روپے کی ایک رقم رکھی گئی ہے۔ کس کے لئے،ان2۔ارب 62کروڑ روپے کا کون والی وارث ہے،اس کا ثبوت ہمیں کہاں سے ملے گا؟اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ پہلے ذرا کچھ سادگی کی باتیں کر لیتے ہیں۔صوبہ پنجاب میں سادگی کا بڑا واویلا مچایا جاتا ہے لیکن اس کی ایک جھلک ذرا ملاحظہ فرمائیں۔وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ملازمین کی تعداد1305ہے۔چیف سیکرٹری کے بعد Co-ordinatorاس کے بعد پھر Co-ordinatorاور اس کے بعد Chief Co-ordinator بھی ہے۔یہ سب کیا ہے؟اگر میں باقی Headsکے بارے میں بات کروں گی تو وقت بہت زیادہ لگ جائے گا لیکن اتنا بتا دوں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں اللہ کے فضل سے 21 باورچی ہیں اور اس کے ساتھ لانڈری بھی موجود ہے۔جب میں نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی ''شاہی'' مد کھولی تو میں سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی کہ آپ اس طرح سے لوگوں کو بے وقوف بنا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں کوئی آٹھ ،دس فوٹو گرافرز ہیں۔وہ تصویریں کھینچ کر وزیر اعلیٰ صاحب کو دکھاتے ہیں اور ان کو خوش کرتے ہیں۔اس کے علاوہ بہت سے مالی ہیں تو میری سمجھ سے یہ سب کچھ باہر ہے اگر اس کو سادگی کہتے ہیں تو ہمیں اس سادگی سے معاف کر دیجئے۔وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا 22کروڑ روپے کا total expenditure estimateکیا گیا تھا جن میں سے 21کروڑ روپے لگائے گئے اور اس سال 2011-12 کے لئے پھر22کروڑ روپے مانگ لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں ذراGrant in aidکی طرف آنا چاہتی ہوں جس میں بڑی دل کو دہلا دینے والی چیزیں ہیں۔Grant in aidکو جس طرح استعمال کیا گیا ہے صوبہ پنجاب میں اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔جب ہم بات کرتے ہیں تو ان کو غصہ آ جاتا ہے۔اگر انہوں نے مغلیہ طرز حکومت کو اسی طرح جاری رکھا تو صوبہ پنجاب ان حکمرانوں کے ہوتے ہوئےoverdraft سے باہر نہیں نکل سکتا۔یہ overdraftانہی مہربانیوں کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے آج ہمارا صوبہ پنجاب مالی مسائل کا شکار ہے۔Grant in aidکے حوالے سے میں کچھ چیزیںhighlightکرنا چاہوں گی۔اس میں لکھا ہے کہ:

> Grant in aid in favour of the legal heirs of deceased and injured persons relating to a bomb blast incident.

جناب سپیکر! grant in aid میں جو باقی مدیں ہیں ان میں ہر ایک کے لئے bomb blast کا نام لکھا گیا ہے اور ہر bomb blast کے بارے میں بتایا گیا ہے تو یہ کون سا bomb blast ہے کہ جس کا نام ونشان نہیں ہے، یہ کون سے legal heirs ہیں کہ جن کو 3 کروڑ 29 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں؟ اسی grant in aid کے تحت مسٹر خان ہمایوں خان کو bone marrow transplantation کے لئے 18 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد آگے grant in aid in the favour of legal heirs of deceased and injured persons during the bomb blast firing incident کے لئے 4 کروڑ 80 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ اس کا کوئی نام ونشان نہیں ہے کہ یہ کون سے bomb blast کے victims ہیں جن کے لئے اتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ wind up کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، میں wind up کر رہی ہوں۔ اسی طرح آگے USA میں higher education حاصل کرنے کے لئے سلمان حیدر صاحب کو 15 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد لودھراں میں by-election کے دوران جو کہ (ن) لیگ اتفاقاً جیت گئی تھی foolproof security کے لئے 10 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ grant in aid اسی طرح کی مدوں میں جانی ہے تو پھر امن وامان کے حوالے سے محکمہ داخلہ کا جو بجٹ ہے وہ کس مقصد کے لئے استعمال ہونا ہے؟ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے ڈپٹی کنٹرولر کے medical treatment کے لئے 11 لاکھ 5 ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ بھی ایک بہت شاہانہ انداز ہے۔ اسی طرح آگے 29 لاکھ روپے legal aid of four deceased persons and twelve injured persons. کے لئے دیئے گئے ہیں جن کے نام اور دوسرے کوائف موجود نہیں ہیں۔ یہ کون سے deceased persons and injured persons ہیں ان کا کچھ پتا نہیں ہے؟ مزید بہت ساری چیزیں ہیں جو کہ میں بتانا چاہتی ہوں لیکن وقت کی کمی آڑے آ رہی ہے۔ اسی طرح آگے لکھا ہوا ہے کہ:

> Provision of funds on account of transportation of subsidized Atta to Registered Tandoors.

اس سال آٹے کو رجسٹرڈ تنوروں تک پہنچانے کے لئے بھی ہمیں 46 لاکھ روپے کا ٹیکہ لگا ہے۔ اس سستی روٹی سکیم میں جو اربوں روپے جھونکے گئے ہیں وہ علیحدہ ہیں جبکہ یہ 46 لاکھ روپے کا ٹیکہ علیحدہ سے لگایا گیا ہے۔ اس کے بعد تین تین لاکھ روپے کی ایک لمبی فہرست ہے جن کے صرف نام موجود ہیں ان کو یہ

پیسے کیوں دیئے گئے اور اس کا کیا criteria تھا مجھے اس کا کچھ معلوم نہیں ہے۔یہ ایک طویل فہرست ہے جس میں ایک خالد قریشی، سب ایڈیٹر روزنامہ "نوائے وقت" بھی شامل ہیں۔ان کو بھی پیسے دیئے گئے ہیں۔اس کے بعد medical treatment کے لئے محمد صفدر صاحب کو 15 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔آگے ایک بڑی اہم بات ہے لیکن میں اس کو سمجھ نہیں سکی جو کہ میری کم عقلی ہے۔امید ہے کہ وزیر خزانہ صاحب جب اپنی wind up تقریر کریں گے تو اس کی وضاحت فرما دیں گے کہ یہ کون سا operation of 36 ہے؟ ہمیں تو اس term کی سمجھ نہیں آئی۔میں اس کو پڑھ دیتی ہوں، لکھا گیا ہے کہ:

> Provision of funds for distribution to the concerned field staff who have been engaged for house listing operation of 36.

یہ صرف ایک دفعہ نہیں ہے بلکہ آگے 10 لاکھ روپے علیحدہ سے ہیں، پھر 2 کروڑ روپے اور آگے 20 کروڑ روپے مزید درج ہیں۔اسی طرح مون سون کے لئے واسا نے لاہور کے اندر بہت محنت کی ہے اور مون سون کے دوران لاہور کے اندر کہیں پانی نظر نہیں آیا۔ان کو بھی 7 کروڑ روپے grant in aid کی شکل میں دیئے گئے ہیں۔اسی طرح آگے ہے کہ:

> Grant in aid for the development of public park at Bag-e-Shahidan, Kishmir point Murree.

مجھے یہ بتایا جائے کہ کشمیر پوائنٹ مری میں کون سے شہید ہوئے ہیں جن کے لئے آپ 2 کروڑ 68 لاکھ روپے سے باغ شہیداں بنانے جا رہے ہیں؟ پنجاب میں لوگوں کے لئے صاف پانی نہیں ہے، یہاں پر لوگ جینے کے لئے راستہ ڈھونڈ رہے ہیں اور آپ کشمیر پوائنٹ پر باغِ شہیداں بنانے جا رہے ہیں اس لئے کہ وہاں پر آپ کا اپنا گھر ہے۔اس طرح کی حرکتیں پھر ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح کے حکمران نصیب کرنے تھے اور اگر پنجاب کے ساتھ یہی حالت رہی تو مجھے بڑی معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی جو حال آشیانہ سکیم کے ساتھ ہوا ہے کہ وہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو گئی ہے اور اسی طرح سے یہ اس ییلو کیب سکیم میں اٹھارہ لاکھ روپیہ فی ٹیکسی کمانے جا رہے ہیں تو میں ان تمام مدوں کو مکمل طور پر رد کرتی ہوں۔ان منصوبوں کو بجٹ سے نکال دینا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میری فاضل colleague بجٹ 2008 کی تجاویز کا ذکر کر رہی تھی لیکن اس میں انہوں نے اُن فنانس منسٹر کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کہاں گئے اور پچھلے تین سالوں کے دوران آپ اقتدار کا حصہ تھے تو جتنے وعدے وعید کئے گئے تھے یا تجاویز بنائی گئی تھیں وہ آپ کی ہی پارٹی کے فنانس منسٹر تھے، وہ ہماری پارٹی کے فنانس منسٹر نہیں تھے۔ اگر وہ اُن تجاویز اور وعدوں پر implement نہیں کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اچھا ہوا جو وہ چلے گئے۔

جناب سپیکر! بہت واویلا مچایا جا رہا ہے کہ پنجاب حکومت نے گزشتہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں اپنے اخراجات 53 فیصد کے قریب کئے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ نہیں بتایا گیا کہ تنخواہوں کی مد میں حکومت پنجاب کو 55۔ ارب روپیہ نہیں دیا گیا جو پنجاب حکومت نے اپنے پاس سے وہ اضافہ پنجاب کے ملازمین کو ادا کیا اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ گزشتہ مالی سال میں مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کے ساتھ ایک وعدہ کیا اور لاکھوں ٹن گندم کی خریداری کے بعد اربوں روپیہ بھی پنجاب حکومت کو مہیا نہیں کیا اُس مد میں بھی بے شمار پیسا اس وقت بجٹ میں allocate نہیں کیا لیکن وہ پیسا مرکزی حکومت نے وعدے کے باوجود نہیں دیا۔ ابھی اس سال میں اٹھارہویں ترمیم کے تحت پندرہ محکمہ جات پنجاب حکومت کو دینے تھے جن میں سے ابھی تک دس محکمہ جات دیئے ہیں اور ان محکمہ جات کے لئے بھی مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کے فنڈز میں کوئی پیسا نہیں دیا تو اس طرح سے پاکستان کے ساٹھ ستر فیصد حصہ صوبہ پنجاب پر اتنا زیادہ بوجھ پڑ رہا ہے اور اس پنجاب حکومت کے نمائندہ ہونے کے ناتے ہم سب لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ اگر اس صوبہ کے ساتھ کسی بھی سطح پر کوئی زیادتی ہو تو ہمیں اس کے لئے آواز اٹھانی چاہئے۔ ایک بڑی عجیب بات دیکھنے کو یہ ملی کہ جب ہم عوام کے پاس ان کی نمائندگی کا حق لینے کے لئے جاتے ہیں تو غریب اور غربت کا نام لیتے ہیں لیکن جب کوئی منصوبہ یا کوئی پروگرام غریب کے لئے شروع ہوتا ہے اور پھر اگر وہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو جائے تو ہم غرباء کے ان منصوبوں میں رکاوٹ ڈالے جانے پر ڈیسک بجاتے ہیں تو یہ ہماری غربت پسندی کا حال ہے۔ اگر ہم دانش سکول بنا رہے ہیں تو قائد حزب اختلاف نے تنقید کرتے ہوئے یہ کہا کہ پنجاب کے غریبوں میں تفریق پیدا کر دی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے، لوٹے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: بسم اللہ، اگر وضو لوٹا ہے تو لوٹا حاضر ہے۔ اگر کسی غریب شخص کے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کی کوئی کوشش کرے اور اگر وہ جرم ہے تو ہم اُس جرم کے شریک ہو گئے اُس کی جو بھی سزا ہو ہم قبول کرتے ہیں۔ کسی غریب کو روزگار دینے کے لئے اگر فنڈز رکھ کر کوئی سکیم دی جائے تو اُس پر بھی تنقید کی جاتی ہے کیونکہ اشرافیہ اور اُمراء کے بچے اُس میں نہیں پڑھ سکتے کیونکہ یہ سہولتیں اُس غریب عوام کو دی جاتی ہیں جن کے نام پر روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر یہ یہاں تک پہنچے ہیں اور انہی چیزوں کو ملک کی اسی فیصد عوام ترس رہی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ہر معزز ممبر کو بات کرنے کا حق ہے جب یہاں سے بات ہوتی ہے تو ہم وہاں پر خاموشی رکھتے ہیں اسی طرح اگر وہاں سے بات ہو رہی ہے اور اُن کا ایک اپنا point of view ہے، اُس کو سنیں اور اپنی باری پر اُس پر بات کریں۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں 1970 کی قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں گیا، اُس وقت کی اسمبلی میں پاکستان کے منجھے ہوئے سیاستدان بے حد اختلافات میں آپس میں باتیں کرتے تھے اور پارلیمانی طریق کار میں عزت، غیرت اور محسوس کرنے کی جو ایک لکیر ہوتی ہے یعنی منتخب نمائندے کے منہ سے نکلی ہوئی بات تین لاکھ آدمیوں کے منہ کی بات سمجھی جاتی تھی۔ جو دوست مجھ پر انگلی اٹھا رہے ہیں یہ کسی مذہبی سکالر سے فتویٰ لے لیں کہ اگر اہل کتاب سے نکاح جائز نہیں تو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کا بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ یہ غیر اخلاقی اور غیر مذہبی تعلق والے بھی مجھ پر انگلی اُٹھا رہے ہیں اور اس صوبہ پنجاب کی عوام نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو اکثریت کا مینڈیٹ دیا تھا جسے ان لوگوں نے بار بار چوری کرنے کی کوشش کی اور ہم نے اُس مینڈیٹ کو سنبھالنے کی کوشش کی ہے اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ پیپلز پارٹی والے بلوچستان میں اگر مسلم لیگ (ق) سے حکومت بنالیں تو وہ اخلاق کی بات ہے اور اگر پنجاب میں آپ کے راستے میں کوئی رکاوٹ حائل ہو تو اُس کی ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندوں کو اپنے آپ کو اور اپنے حلقہ کی عوام کو دیکھ کر بات کرنی چاہئے جو اُن کے level کی بات ہو۔ (قطع کلامیاں)

ریڑھی لگانی ہے تو مال روڈ حاضر ہے، مچھلی بیچنی ہے تو مال روڈ حاضر ہے اور اگر گنڈیریاں بیچنی ہیں تو مال روڈ حاضر ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا بننا ہے تو اسمبلی حاضر ہے" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House دیکھیں، اُنہیں بات کرنے کا پورا حق ہے اور اگر آپ کو اُن کی کسی بات پر اعتراض ہے تو آپ اپنی باری پر بات کیجئے گا۔ پلیز، آپ decorum of the House کا خیال رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہمیں افسوس ہوا کہ مرکزی حکومت میں نیشنل سیونگ سکینڈل بنا، سٹیل ملز کا سکینڈل بنا انہیں افسوس نہیں ہوا، حج کے نام پر ڈاکے ڈالے گئے جس کی وجہ سے آج بھی وفاقی وزیر گرفتار ہیں اس پر بھی انہیں تکلیف نہیں ہوئی، بجلی کے نام پر رینٹل پاور پر ڈاکا ڈالا گیا انہیں تکلیف نہیں ہوئی، یہاں پر پٹرول کے نام پر آئے دن اس ملک کی غریب عوام کو لوٹا جاتا ہے جس پر انہیں تکلیف نہیں ہوتی۔ پنجاب حکومت جب کسی غریب کی بہتری کے لئے کوئی منصوبہ شروع کرتی ہے تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اس ملک میں حادثوں کی نذر ہونے کی وجہ سے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی وجہ سے اور دہشت گردی کی وجہ سے جن لوگوں کے ورثاء کو اخلاقی اور قانونی طور پر مدد کی جاتی ہے تو اس پر ان کو ضرور اعتراض ہوتا ہے لیکن اس بات پر اعتراض نہیں ہوتا کہ جب ساری دنیا کے دیکھتے ہوئے ہماری چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا جاتا ہے اور مرکزی حکومت کے نمائندے کہتے ہیں کہ بہت اچھا اقدام کیا گیا ہے لہذا وہ اس پر اُن کو مبارکباد دیتے ہیں اور اس پر ان کو کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔

معزز ممبران: جب یہ مشرف کے ساتھ تھے تو اُس وقت انہیں شرم نہیں آتی تھی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا ساتھ دیا لیکن اس بات کا بہت افسوس ہے کہ اس ملک کے منتخب نمائندو! آپ کے بھائی اور بیٹے قتل ہوئے اور آپ نے اُن کے قاتل پرویز مشرف کو باعزت طریقے سے جہاز میں بٹھا کر ملک سے باہر بھیج دیا اور میری colleague عظمیٰ زاہد بخاری جو میری تقریر پر سب سے زیادہ اعتراض کر رہی ہیں اُن کے والد بزرگوار ریمنڈ ڈیوس کے وکیل تھے ماشاء اللہ پاکستان اور پاکستان کی عوام کے ساتھ ان کی یہ ہمدردیاں ہیں۔ ہاں، مجھے اس بات پر فخر ہے کہ جس نے بل کلنٹن

کے پانچ ٹیلی فون آنے کے باوجود بھی پاکستان کو ایٹمی طاقت بنایا میں نے اُس کا ساتھ دیا، اس پر چاہے یہ مجھے لوٹا کہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جعلی ڈگری والے کو House میں بات کرنے کا حق نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میری گزارش ہے کہ یہ اپنی باری پر بات کریں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ نے تقریر کرنے کے لئے میرا نمبر لے لیا میں نے اعتراض نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سب decorum of the House کا خیال رکھیں۔ This is very wrong

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے ایک لاکھ ڈالر فیس لی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور decorum of the House کا خیال رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرے ملک اور میرے دیس کے شہریوں کا خون بیچنے کے لئے ایک لاکھ ڈالر فیس لی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ personal بات نہ کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں اس ملک کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی بات کر رہا ہوں۔ پاکستان بننے کے بعد 64/65 سال میں یہ پہلا دور ہے کہ اس ملک میں کسی منتخب وزیر اعلیٰ نے کوئی بیرونی دورہ اپنے منتخب ممبران کے ساتھ سرکاری خرچے پر نہیں کیا، کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ صحیح کو صحیح کہہ سکے۔ آپ حساب لگالیں کہ وفاقی حکومت میں جتنے دورے ہوئے ہیں، اس وقت بھی ہوا جب سیلاب آیا اور اس وقت بھی ہوا جب ایبٹ آباد کا واقعہ ہوا۔ انھیں اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ ہمارے اور اس ملک کے عوام کے ساتھ کیا گزر رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ انھیں منع کریں کہ یہ اپنے آپ کو بجٹ تک محدود رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ حوصلہ رکھیں۔ وہ اپنے وقت میں جو چاہے بات کریں۔ ان کی بات ختم ہونے دیں، جب آپ کا وقت آئے گا تو پھر آپ اپنی بات کریں۔ راجہ صاحب! اب آپ بھی wind up کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! ایک آواز آئی تھی کہ 1122 ہم نے بنائی تو کم از کم اتنا ہی کہہ دیتے کہ ہم نے اسے تحصیل اور سب ڈویژن کی سطح پر extend کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے جو محکمے بنائے تھے ایک ایک حلقے میں ایک ایک آدمی کو جتانے کے لئے اپنے کئی کئی ہزار ووٹروں کو ان محکموں میں بھرتی کیا لیکن جیت نہیں سکے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اس ملک کے سسٹم کے ساتھ زیادتی تو یہ کر رہے ہیں۔ اگر کوئی حکمران اس ملک کا سودا کرنا شروع کر دے تو کیا کوئی منتخب نمائندہ اس پر اختلاف بھی نہیں کر سکتا؟ انہوں نے اٹھارہویں ترمیم میں اپنے آپ کو مضبوط رکھنے کے لئے یہ تالے لگائے۔ اگر یہ ملک و قوم کے ساتھ غداری کریں گے تو کیا کوئی آواز نہ اٹھائے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں چیلنج کرنا چاہئے کہ عوام اپنے نمائندے کو اس لئے حق نہیں دیتے کہ جو چوری ڈاکا پڑے وہ خاموشی سے دیکھتا رہے بلکہ منتخب نمائندے کا فرض ہوتا ہے کہ حق کی آواز کو اپنے حلقہ کے عوام کے لئے بلند کرے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ سب اچھا ہو گیا ہے، جو اچھا ہوا ہے اسے اچھا کہا ہے اور جو بُرا ہوا ہے اسے بُرا کہا ہے۔

حیات کو تاریکیوں نے گھیرا ہے
جدھر بھی آنکھ اٹھاؤں بڑا اندھیرا ہے
اہل سفر گھبراؤ نہ اندھیروں سے
ہر شب کے بعد سویرا ہے

جناب سپیکر! میرے قائد کو امریکہ سے پانچ دفعہ ٹیلیفون آئے تھے لیکن وہ اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہیں ہوئے تھے، اسی قیادت نے آٹھ سال دھکے کھانے کے بعد اس ملک میں آ کر عدلیہ کو آزاد کرایا، اسی نے آ کر اس ملک میں ہونے والی زیادتیوں پر کمیشن بنانے کی بات کی۔ اس کے بعد سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ متفقہ طور پر پاس ہونے والی قرارداد کو جوتے کی نوک پر رکھا گیا جس وجہ سے عوامی رائے سے منتخب نمائندوں کا سر جھک گیا۔ یہ کس منہ اور چہرے سے یہ باتیں کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! wind up کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ پنجاب میں ہزاروں کلومیٹر کا ایک road network پنجاب کا اثاثہ ہے۔ جب سے یہ roads within the districts ضلعی

حکومتوں کے پاس آئی ہیں ان کا بُرا حال ہو رہا ہے اور کروڑوں روپے کا infrastructure تباہ ہو رہا ہے۔ میرے اپنے حلقہ انتخاب میں تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کا road network ہے لیکن repair اور maintenance کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کروڑوں روپے کا infrastructure ضائع ہو رہا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ وزیر خزانہ اس مد میں کچھ رقم رکھیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا لوٹا کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: مجھے لوٹا بننے پر تو فخر ہے۔ الحمدللہ میں غدار بنا، میں نے ریمنڈ ڈیوس کو بھیجا ہے اور نہ ہی میں نے ایبٹ آباد کے واقعے پر مبارکباد دی ہے۔ میں نے حق بات کرنے والے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا ساتھ دیا ہے۔ مجھے اس پر فخر ہے چاہے یہ جو مرضی کہہ لیں لیکن میں نے راتوں رات اس ملک سے قاتلوں کو بھگایا نہیں۔ میں نے کسی کو موقع نہیں دیا کہ آؤ اور میری چادر اور چار دیواری میں گھس کر اس ملک کو ذلیل کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بولیں۔ Order in the House please۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پنجاب کے عوام کی نذر جو مہنگائی، بے روزگاری اور دہشت گردی ہو چکی ہے اس کے لئے ایک شعر ہے کہ:

پروں سے باندھ کر پتھر مجھے اڑاتا ہے
عجیب شخص ہے پھر تالیاں بجاتا ہے

جناب سپیکر! میں بجٹ تقریر کے تمام points پر بات کرنے سے پہلے یہ بات ضرور کہوں گی کہ کاش کہ سپیکر صاحب اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے جناب مونس الٰہی صاحب کو ایک پروڈکشن آرڈر جاری کرتے ہوئے ایوان میں آنے کی اجازت دے دیتے تو یہ ایک بہت اچھی روایت قائم رہتی، مستقبل کا ایک نوجوان لیڈر تمام عمر مشکور بھی ہوتا اور اپنی عملی زندگی میں اس کو اپنا طرزِ عمل بھی بناتا۔ اس بجٹ کی مثال کچھ یوں ہے کہ:

امیر شہر نے کاغذوں کی کشتیاں دے کر
سمندروں کے سفر پر کیا روانہ ہمیں

جناب سپیکر! اُچٹتی سی نگاہ کے ساتھ مجموعی طور پر ایک جائزہ رپورٹ صحت کے حوالے سے ہے کہ اس کا بجٹ 26۔ارب 40 کروڑ روپے ہے لیکن فی کس -/270 روپے سالانہ بنتا ہے۔ ہسپتالوں کی حالت زار میڈیا میں بعنور دکھائی جاتی ہے جسے مبشر لقمان نے بڑی detail سے دکھایا ہے۔ اگر کوئی مریض اپنا علاج کرانے جاتا ہے تو دس بیماریاں وہاں سے لے کر اپنے گھر واپس آتا ہے اور ہمارے حکمران اپنے علاج کے لئے امریکہ اور لندن کو ترجیح دیتے ہیں۔ محکمہ صحت کی چند پالیسیاں جو میری سمجھ میں نہیں آئیں اُن کی طرف آپ کو نشاندہی کرانا چاہتی ہوں کہ محکمہ صحت میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف و دیگر کو تو ریگولر کر دیا گیا مگر اُس ایک شخص کی کیا خطا ہے جو صوبہ پنجاب میں بلڈ ٹرانسفیوژن میں سٹور آفیسر ہے اِس کی پورے پنجاب میں ایک ہی سیٹ ہے، وہ انتہائی قابلیت کے باوجود ڈیوٹی دے رہا ہے لیکن اسے ریگولر نہیں کیا جا رہا۔ مجھے اس حوالے سے آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے۔ اُس شخص کی کیا خطا ہے کہ اُس کو ترقی نہیں دی گئی، ریگولر نہیں کیا گیا اور تمام تر قابلیت ہونے کے باوجود حکومت نے اسے کنٹریکٹ پر رکھا ہوا ہے، کیا یہی حکومت کی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر! میں تعلیم کا ذکر کروں گی کہ طلباء و طالبات کو وظائف دینے کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر اور کمپیوٹر لیبارٹریاں دینے کا جو وعدہ بجٹ میں کیا گیا ہے اور اُس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں یہ اُسی پالیسی کا تسلسل ہے جو ہمارے دَور میں شروع ہوئی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پالیسی کو جاری رکھتے ہوئے حکمرانوں نے اپنی عزت میں اضافہ کیا ہے۔ حکومت بدلنی چاہئے لیکن پالیسیوں کو قائم رہنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حکومت پنجاب کی فخریہ پیشکش دانش سکول پر ضرور تبصرہ کرتے ہوئے کہوں گی کہ یہ کہاں کی دانش مندی ہے کہ 64 ہزار سکولوں کی missing facilities پوری کرنے کی بجائے اربوں روپے اُن طالب علموں پر خرچ کر دیئے جائیں فقط 2500 طالب علم جنہوں نے آئندہ دس سال بعد میٹرک کے امتحان دینے ہیں لیکن وہ طالب علم جو آج لاکھوں کی تعداد میں میٹرک کے امتحان دے رہے ہیں یا دینے جا رہے ہیں اُن کی کیا خطا ہے، انہیں کیوں نہیں مدنظر رکھا گیا، کیا یہ بجٹ اُن بچوں پر خرچ نہیں ہونا چاہئے تھا؟ اس کے علاوہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ missing facilities کو پورا کرنے کے لئے 2500 سکول چنے گئے۔ میری یہ استدعا ہے کہ جو ہزاروں سکول ہیں اگر آپ ہر سال 2500 سکولوں کی missing facilities پوری کریں گے تو تیس سال کا طویل عرصہ لگے گا۔ حکومت کی یہ کیا

long term پالیسی ہے کہ آپ نے اپنے سکولوں کی missing facilities تیس سال میں پوری کرنی ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے 107 لوگوں کا ذکر میں ضرور کروں گی کہ صرف ایک V.C کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو ریگولر کرنے کا مطالبہ کیا اور انہیں نوکریوں سے نکال دیا گیا۔ یہ خادم اعلیٰ کی 107 خاندانوں کی خدمت کی کیا مثال ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ میں سپیشل ایجوکیشن کے لوگوں کا بھی ذکر کروں گی کہ اُن کی کیا خطا تھی کہ سب کی 50 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئیں مگر اُن کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ نہیں کیا گیا جو آج کل سراپا احتجاج ہیں، یہ حکومت کی کیا پالیسیاں ہیں اور ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ میں ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف بھی آپ کی توجہ دلاؤں گی اور وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گی کہ خدا کے لئے اِن points کو لکھ لیں۔ اگر میری اس رپورٹ اور تقریر سے کسی کا بھلا ہو جاتا ہے اور آپ کو اُن کا خیال آ جاتا ہے تو یہ کارِ خیر بھی آپ کے ہاتھوں سے ہو گا۔ اٹھارہویں ترمیم آنے کے بعد Federal Curriculum Wing ختم ہو چکا ہے اور اب درسی کتب کے مسودات کی تیاری اور اشاعت کے فرائض صوبائی حکومت کو مل چکے ہیں۔ نئی پالیسی کے تحت پرائیویٹ سیکٹر کی کتب کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا وہ بُری طرح ناکام ثابت ہوا ہے کیونکہ چند پرائیویٹ پبلشرز کے ایک گروپ نے ملی بھگت اور رشوت سے ایسی کتب پاس کروالی ہیں جن کا مواد غیر معیاری ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے -/20 روپے والی کتاب -/74 روپے میں بیچی چونکہ ان کی مناپلی ہے اس لئے انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنی کتابوں کی اشاعت انڈیا اور چائنا سے کروا رہے ہیں جو نہایت ہی غور طلب مسئلہ ہے، جو لوگ اس شعبہ سے وابستہ ہیں وہ تقریباً چھ لاکھ ہیں جو آج بے روزگاری کی طرف جا رہے ہیں۔ خدارا اس پالیسی میں ردوبدل کرنے کی شدید ضرورت ہے لہٰذا اس پر ضرور نظرثانی کیجئے۔ آپ دیکھئے کہ پہلے مختلف لوگ کتاب کو جاری کرتے تھے تو مارکیٹ میں کتاب بروقت بچوں کو ملتی تھی لیکن اب جبکہ ایک گروپ جاری کر رہا ہے تو مناپلی ہونے کی وجہ سے کتاب بھی دیر سے آتی ہے اور اُس کا معیار بھی اچھا نہیں ہے جس سے ہمارے بچوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ حکومت سے میرا ایک سوال ہے کہ محکمہ تعلیم کے ایک اشتہار کے مطابق بھرتی ہونے والے اساتذہ 09-10-19 میں پہلے آدھے بھرتی کئے گئے اور آدھے محکمے کی غفلت کی وجہ سے بعد میں بھرتی کئے گئے۔ آج جو پہلے بھرتی کئے گئے اُن کو تو ریگولر کر دیا گیا لیکن آدھے جو بعد میں بھرتی ہوئے اُن کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے کہ اُن کو ریگولر نہیں کیا جا رہا؟ مجھے اس پالیسی کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر!پولیس ہمارے لئے بہت اہم ہے اور 52۔ارب 11کروڑ روپے کا بجٹ ضرور رکھیں بلکہ زیادہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ توفیق دے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے کنٹرول میں بھی رکھیں۔ آج میاں صاحب دوسرے اداروں کی طرف انگشت نمائی کرتے ہیں لیکن اُن کی اپنی پولیس کا یہ حال ہے کہ اب 60فیصد crime بڑھ چکا ہے۔دہشت گردی، رشوت ستانی عروج پر ہے اور سفارشی کلچر فروغ پا رہا ہے۔اب پتا نہیں لوگ فتوے لے لے کر کیا کچھ کر رہے ہیں لیکن حکومت کی اس پر قطعاً کوئی نظر نہیں ہے۔پولیس آج ذاتی حفاظت پر مامور ہے جس کو آج گھر کی لونڈی بنا کر رکھا گیا ہے۔وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں Counter Terrorism Department کی طرف اشارہ کیا جو پتا نہیں کس طرز پر کام کرے گا؟ چودھری پرویزالہیٰ صاحب نے پٹرولنگ پوسٹ بنا کر دہشت گردوں کا راستہ روکنے کے لئے ایک بہترین انتظام کیا تھا۔کاش کہ 1122 کی طرح اسی کو جاری رکھتے ہوئے فعال بنایا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک کامیاب ادارہ ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز wind up کیجئے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میری بات تھوڑی سی رہ گئی ہے لہذا مجھے بات کر لینے دیجئے۔آپ نے سب کو موقع دیا ہے لیکن میں کوئی سوتیلی نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ ایسی بات نہ کریں کیونکہ already جو آپ کا ٹائم تھا اُس سے بہت اوپر ہو چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آپ نے سب کو زیادہ ٹائم دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کو بھی تو زیادہ ٹائم دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:میں اس کے لئے مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز!اب آپ wind up کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!پلیز مجھے میری بات کر لینے دیں کیونکہ سب کو آپ نے موقع دیا ہے۔ میں NFCایوارڈ کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ 200۔ارب روپے کا مقدمہ ہار کر ہمارے حکمران یہاں پر آ گئے۔یہ 200۔ارب روپے ہمارے پاس ہوتے تو اس سے ہمارے عوام کا بھلا ہونا تھا۔میں ییلو کیب سکیم کی طرف ضرور اشارہ کروں گی کہ یہ منصوبہ آپ کی بدنامی کا باعث بنے گا۔آج اگر مستقبل میں دانش سکول سے گریجویٹ کرانے اور ایک بچے پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد اس کے ہاتھ میں

آپ نے ٹیکسی پکڑانی ہے اور اسے ٹیکسی ڈرائیور بنانا ہے تو یہ قابل افسوس ہے اور اس کے باقی نقصانات معزز ممبران بھی بتا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! New Industrial City کی بات ہوئی جو کہ 250۔ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ایک طرف کہتے ہیں کہ سادگی اختیار کریں تو جاتی عمرہ اتنی خوبصورت سٹیٹ ہے جہاں پر معیاری سڑکیں ہیں، بجلی، پانی، گیس اور سیوریج کا بہترین نظام پہلے سے موجود ہے تو یہ 250۔ارب روپے بچا کر تعلیم کے شعبہ پر لگا دیں اور جاتی عمرہ کو صنعتی شہر کا درجہ دے دیں اور رہائش کے لئے چھوٹے گھر میں آ جائیں کیونکہ ابھی شیخ صاحب نے کہا تھا کہ ایک کنال سے بڑے گھر نہیں ہونے چاہئیں۔اخراجات میں 25 فیصد cut لگانے کا کہا گیا تو میں یہ کہوں گی کہ 75 فیصد کیوں نہیں؟آئی ٹی یونیورسٹی بنانے کا کہا گیا تو وہ کیوں نہیں بنائی، bullet proof گاڑیاں نیلام کرنے کا کہا گیا تو فروخت کیوں نہیں کی گئیں؟یہ تمام کام کر لئے جاتے تو میں یہ کہتی ہوں کہ صوبہ surplus ہوتا جس سے زیادہ شاہانہ زندگی گزارتے کیونکہ defaulter صوبہ کے سربراہ کو یہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ہرگز بھی suit نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! labour inspection پر پابندی کا جائزہ لیں کہ لوگوں کو تنخواہیں نہیں مل رہیں، انہیں کنٹریکٹ پر رکھا جاتا ہے اور انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ Labour inspection پالیسی پر لگے ہوئے ban پر خدارا نظرثانی کی جائے۔لائیو سٹاک کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ گوشت کی فی کلو سرکاری قیمت 310/-روپے ہے حالانکہ لاہور میٹ کمپنی جو حکومت کی ہے اس کا ریٹ 485/-روپے فی کلو ہے۔کہا گیا کہ اس دفعہ گوشت export ہوا، الحمدللہ کیوں نہ ہو export کہ جب مارکیٹ میں 600/-روپے فی کلو ملے گا تو آئندہ کوئی کھائے گا ہی نہیں تو 100 فیصد ہی export ہوگا۔سبحان اللہ very good پالیسی، یہ ایک بہت اچھی پالیسی قائم کی گئی ہے جس کے تحت سارا گوشت export ہوا کرے گا۔

جناب سپیکر! ترقیاتی کاموں کے لئے 2۔کھرب 20۔ارب روپے رکھا گیا خدارا اس رقم کو ایسی جگہ utilize کیا جائے یعنی دیہی علاقوں میں ایسی سکیمیں بنائی جائیں کہ آبادی کا بہاؤ شہروں کی طرف آنے کی بجائے رک جائے تاکہ سڑکوں پر ٹریفک کا جو ہجوم نظر آتا ہے، اس میں پیلو کیب گاڑیوں کا مزید اضافہ کر کے مزید تباہی کا باعث بنیں گی لہذا اسے بھی روکیں۔ہم لوگوں کو فنڈز اس لئے نہیں دیئے گئے کہ ہمارا جرم "جرم بے گناہی" ہے۔ہم اپوزیشن میں ضرور ہیں لیکن عوام تو سانجھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میری آپ سے request ہے کہ آپ نے کسی کو نہیں روکا اور صرف مجھے ہی روکا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وقت تو دیکھیں کہ کتنا زیادہ ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایسا نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں جن لوگوں نے اپنے نام دے رکھے ہیں اور ان کی طرف سے بار بار چٹیں آ رہی ہیں تو ان کا بھی حق ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں صبح سے سن رہی ہوں اور اب میں wind up کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اقلیتوں کے لئے انہوں نے تقریباً 22 کروڑ روپے رکھا۔ میں کہتی ہوں کہ کامران مائیکل صاحب نے بہت اچھا بجٹ پڑھا، thanks God پڑھنا تو آتا تھا اسی لئے قرعہ ان کے نام نکلا۔ اگر وہ بجٹ بناتے وقت بیٹھے ہوتے تو میں قسم کھاتی ہوں کہ وہ اس 22 کروڑ کو جب تک double نہ کروا لیتے وہ پڑھنے سے انکار کر دیتے۔ یہ لالی پاپ اقلیتوں کو دیا گیا جس سے ان کا کوئی مندر، کلیسا اور نہ ہی گوردوارہ بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! چولستان کے لئے 38 کروڑ روپے رکھا گیا جو کہ سروے کرنے والی ٹیموں میں ہی پورا ہو جائے گا۔ جناح آبادی کے لئے 11۔ارب روپے، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں 450 گھر بنا لئے گئے اور مزید تین ہزار ابھی بنانے ہیں جبکہ تین لاکھ روپے سے اس کی booking ہو گی۔ تین لاکھ روپے کسی غریب آدمی کے پاس کہاں سے آئیں گے؟ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ غریبوں کے لئے ہے؟ چودھری پرویز الٰہی نے جو ہاؤسنگ فاؤنڈیشن بنائی تھی اس کے پیسے لوگ آج بھی دے رہے ہیں لیکن اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور کسی کو کچھ نہیں ملا۔ چراغ تلے اندھیرا کہ آپ ہی تھے اور آپ ہی نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہوئی بات کو منظور کرتے ہوئے کمیٹی بنائی تھی۔ آج تک پیپلز ہاؤس کے گھر گر رہے ہیں، سات سات گھرانوں کے لئے ایک ایک toilet ہے۔ مجھے بتائیں کہ ہم ان غریبوں کو تو گھر نہیں دے سکے تو پنجاب کے عوام کے لئے کیا دعوے کرتے ہیں؟ گڑھی شاہو میں بھی تھانہ طاقتور نکلا اور انہوں نے تھانہ بڑا کر لیا اور ہم غریبوں کے لئے چالیس کوارٹرز نہ لے سکے۔

جناب سپیکر! زرعی گریجویٹس کے لئے 9 کروڑ روپے رکھا گیا ہے مگر اس کا میرٹ کیا ہو گا؟ قبضہ گروپ کے خلاف اقدام بہت اچھا ہے لیکن ماڈل ٹاؤن کے پارکس اور ارد گرد کے علاقوں کو بھی واگزار کرایا جائے۔ رمضان پیکیج ضرور دیا لیکن یہ ایک مذاق ہے کہ ایک روپیہ چار آنے یعنی ایک روپے 25 پیسے فی کس رکھے گئے ہیں۔ رمضان پیکیج سے سستی روٹی نہیں آتی تو لوگوں کو افطاری کیا ملے گی؟ ایک روپیہ 25 پیسے فی کس رمضان پیکیج کے تحت افطاری کے لئے آج کے دور میں رکھا گیا ہے کیا یہ ریلیف ہے؟ آج کل اتنے پیسے تو فقیر نہیں لیتے لہذا آپ یہ احسان واپس لے لیں تو اچھا ہے اور یہ 4۔ارب روپے سکولوں کی upgradation پر لگا دیں یا پھر پائلٹ سکول کا سٹور بنا دیں کیونکہ پائلٹ سکول شہر کے دل میں ہے لیکن وہاں پر سٹور نہیں ہے۔

وہیکل ٹیکسیشن کی پالیسی بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ بڑی گاڑیوں پر ضرور ٹیکس لگائیں کیونکہ ہم نے ریونیو بھی اکٹھا کرنا ہے لیکن پرانے ماڈل کی پرانی گاڑیوں پر بھی اتنا ہی ٹیکس لگائیں جتنا نئی گاڑیوں پر ہے تو کیا ان کی قیمتیں یکساں ہیں؟ خدارا اسے category wise کریں کیونکہ پرانی گاڑیاں اس زمرے میں نہیں آسکتیں۔

جناب سپیکر! بیکریوں پر لائسنس فیس 10 ہزار روپے رکھی گئی۔ پی سی ہوٹل اور بڑی بڑی بیکریوں پر بھی 10 ہزار روپے اور چھوٹی بیکری والے جو بے چارے تھڑے پر بیٹھ کر بسکٹ بناتے ہیں ان پر بھی 10 ہزار روپے زیادتی ہے۔ خدارا کچھ تو انصاف کریں اور پالیسی بنانے والوں کو بھی کچھ تو عقل دیں۔

جناب سپیکر! خواتین کے لئے 13۔ارب روپے رکھے ہیں جبکہ 2۔ارب روپے کا cut لگ گیا۔ میں نے ایک لمبی تجویز دی تھی جس کے دو paper میرے پاس موجود ہیں جو میں سابق tenure میں یہاں کھڑے ہو کر خواتین کی بہبود کے لئے منصوبے دیتی رہی کہ ان کی ترقی کے لئے مواقع پیدا کئے جائیں، ڈیری فارمنگ اور فش مارکیٹ کے لئے انہیں بلا سود قرضے جاری کئے جائیں، کاٹیج انڈسٹری کو فروغ دیا جائے، مائیکرو level پر انہیں جو اس وقت ہم 20 ہزار روپے کی بات کرتے تھے لیکن آج 50 ہزار روپے قرضہ دینے کی ضرورت ہے تو ان کے لئے الگ سے 40 فیصد فنڈز مختص کیا جائے۔ ان کے لئے یونین کونسل wise زچہ بچہ سنٹر، سکول اور ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بننے چاہئیں۔ یہ ساری تقریر مجھے زبانی یاد ہے اور پورے ایوان کو بھی زبانی یاد ہو گئی ہو گی۔ میں اسے پڑھتی نہیں ہوں کیونکہ وقت ختم ہو

رہا ہے تو میں یہ کہوں گی کہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں آج خواتین کے لئے ایک لفظ بھی شامل نہیں کیا گیا۔ ہم سے تجاویز ضرور لی گئیں اور ہمیں سرٹیفکیٹ بھی دیئے گئے لیکن ان پر عمل ندارد۔

جناب سپیکر! Mismanagement، دوائیاں، چینی، روٹی، دہشت گرد تنظیموں کی حوصلہ افزائی، فوڈ سپورٹ سکینڈل کی کوئی انکوائری، کوئی رپورٹ اور کوئی پکڑ دھکڑ کچھ بھی نہیں ہوا۔ پانچ ماہ تک لوگوں نے چینی پر -/100 روپے فی کلو زائد وصول کیا جو کہ 5- ارب روپے بنتا ہے تو اس کا حساب کسی نے ان سے نہیں لیا اور معزز چیف جسٹس بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکے۔ میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے کہوں گی کہ یہ جو لوگ ہیں جو عرق ریزی اور سر مغزنی کر رہے ہیں اور یہاں پر توجہ دلا رہے ہیں کہ خدارا ان غلطیوں پر قابو پائیں اور وہ غلطیاں نہ کریں کہ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہ کر سکیں۔ ان کی نذر ہے:

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحب اصرار نظر آتے ہیں
تیری محفل کا بھرم رکھتے ہیں سو جاتے ہیں
ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اطہر گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب والا! یوں تو باتیں بہت ہیں۔ اس سال جو بجٹ پیش ہوا ہے اگر اس کے نقائص گنوانے بیٹھیں تو شاید میں دو تین دن ہی لگا دوں۔ بہت سارے دوستوں نے دانش سکول جیسے فلاپ ترین سکیموں کے بارے میں کافی کچھ کہہ دیا ہے بلکہ صحیح کہا ہے۔ آپ راجن پور کی ہی ایک مثال لے لیں۔ دس کلو میٹر دور کا استاد اپنی posting پر نہیں جانا چاہتا اور وہ سکول خالی پڑا ہوا ہے۔ آپ کا EDO اس کو گھوسٹ سکول declare کر رہا ہے صرف اس وجہ سے کہ دس کلو میٹر والا استاد وہاں جانا نہیں چاہتا کیونکہ اس کا گھر دور ہے۔ آپ انگلش میڈیم تعلیم کے لئے اساتذہ کو لاہور سے راجن پور کیسے بھیجیں گے؟ مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اسی طرح اگر آپ ییلو کیب سکیم کی مثال لے لیں جو ایک اور انتہائی فلاپ سکیم ہے۔ اپنے کارکنوں کو نوازنے کے لئے 1997 میں یہ سکیم launch کی گئی، لوگوں نے down payment پر گاڑیاں وصول کر لیں اور باقی اقساط دینے سے انکار کر دیا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ صرف چند سو لوگوں کو نوازنے کے لئے حکومتی پیسے

کو جو پنجاب کے ہزاروں کروڑوں عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے، موجودہ حکمران اپنی سیاست چمکانے کے لئے اور اپنے چند کارکنوں کو خوش کرنے کے لئے نوازدیں؟ یہ باتیں ہو رہی ہیں میں اس کو repeat نہیں کروں گا کیونکہ ٹائم بھی مختصر ہے۔ میں ایک اور چھوٹی سی مثال ضرور دوں گا کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ فنڈ جو کہ 26 کروڑ روپے، کل بڑے فخر سے وزیراعلیٰ صاحب اُٹھ کر جناب اپوزیشن لیڈر کی correction کر رہے تھے، شاید وہ بھول گئے ہیں کہ انہوں نے خرچ 32 کروڑ روپے کئے ہیں۔ شرم آنی چاہئے انہیں یہ بات کہتے ہوئے کہ یہ 26 کروڑ روپے فنڈ تھا۔ اس سال کتنی ڈھٹائی سے لکھ دیا ہے کہ ہم 25 فیصد کٹوتی کر رہے ہیں۔ پچھلے سال بھی یہی دعویٰ کیا گیا تھا کہ ہم 25 فیصد کٹوتی کریں گے۔ یہ عوام کو کس قسم کے ڈرامے دکھا رہے ہیں، یہ کوئی تھیٹر ہے؟ یہ اتنا مقدس ایوان ہے اور ہزاروں، کروڑوں لوگ ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجتے ہیں تاکہ ہم ان کی نمائندگی کریں۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب حکمران ہی لوگوں کو ایسے ڈرامے دکھا رہے ہوں تو اس صوبے کا کیا بنے گا؟ ہر سال جھوٹے وعدوں کی طرح بجٹ تقریر میں ایک بار پھر جھوٹے وعدوں کا ایک پلندہ ہمارے ہاتھوں میں پکڑا دیا گیا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ budget speech جنہوں نے لکھی ہے یا گزشتہ چار سالوں سے لکھ رہے ہیں شاید وہ تقریری مقابلوں میں اول انعام لیتے رہے ہوں گے کیونکہ وہ بہت خوبصورتی سے اور اچھے الفاظ استعمال کر کے جنوبی پنجاب کی عوام کے جذبات سے کھیل رہے ہیں۔ اتنے بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں کہ اُن کو پڑھ کر دل خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ شاید اب ہمارے دکھوں کا مداوا ہو گا، شاید اب ہمیں پینے کا صاف پانی ملے گا اور شاید اب ہمارا کوئی پرسان حال ہو گا۔ چونکہ میں خود جنوبی پنجاب کے ایک عام آدمی کی طرح کا کاشتکار ہوں اس لئے میرے تحفظات بھی اسی علاقے سے متعلق کئے گئے جھوٹے دعوؤں سے ضرور ہیں۔ 2008,2009,2010 اور اب 12-2011 کا بجٹ ہے۔ ہر سال دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل لگائیں گے۔ پچھلے سال تو ایک ارب 16 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ آئیں! موقع پر کوئی ایک ٹیوب ویل تو دکھا دیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ راجن پور، فاضل پور، ڈی جی خان اور رحیم یار خان میں کوئی ایک ٹیوب ویل تو دکھا دیں۔ اس سال پھر اعلان کر دیا گیا ہے کہ ہم 150۔ارب روپے کی لاگت سے شمسی توانائی والے ٹیوب ویل لگائیں گے، پھر ایک اور جھوٹ۔

جناب سپیکر! 2008 میں اعلان کیا گیا کہ ہم جنوبی پنجاب کو پسماندہ علاقہ declare کرتے ہوئے 7.5۔ارب روپے کا پیکج دے رہے ہیں۔ اُسی صفحے پر تیسری لائن میں ایک اور جملہ ڈال دیا گیا کہ ہم 9۔ارب روپے کی لاگت سے کوئی پروگرام شروع کر رہے ہیں۔ پھر اسی صفحے پر راجن پور اور

ڈی جی خان کے tribal areas کے لئے 3۔ارب روپے کا ایک اور پیکج کا اعلان سامنے آ جاتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کہاں ہیں وہ پیسے؟ چلو 7۔ارب روپے اور 9۔ارب روپے کہیں خرچ ہوئے ہوں گے۔ شاید آسمان میں کہیں لگے ہوں گے یا زیر زمین کہیں دبا دیئے گئے ہوں گے۔ ڈی جی خان میں چونکہ ہمارا گھر ہے یہ کوئی ایک سکیم تو بتائیں؟ 2008,2009,2010 اور پھر اب 12-2011 کا بجٹ آ گیا۔ اس مرتبہ کی تقریر میں پھر بہت بڑے الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ 3۔ارب روپے کا پیکج دے رہے ہیں۔ یہ کیا ٹوپی ڈرامہ ہے؟ کتنے سال کریڈٹ لینے کا ارادہ ہے اور وہ بھی اُس چیز کا جو موقع پر موجود ہی نہیں ہے، کیوں عوام کو اُلو بنائے جا رہے ہیں؟ اتنی ناانصافی نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح گزشتہ چار سال سے ڈیرہ غازی خان کا میڈیکل کالج announce ہو رہا ہے۔ آج تک ہم نے تو اس کی کوئی ایک اینٹ بھی نہیں دیکھی۔ 2008 کی تقریر اٹھا لیں، 10-2009 اور اب 12-2011 کی تقریر اٹھا کر دیکھ لیں ہمیں اس کی کوئی ایک اینٹ بھی موقع پر دکھا دیں۔ یہاں پر بڑے بلند و بانگ دعوے کی صورت میں میڈیکل کالج کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی جب ہم اپنے علاقے کی بات کرتے ہیں تو موصوف رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے جنوبی پنجاب سے بڑے بڑے حکمران رہے ہیں۔ بھئی رہے ہیں، ہم مانتے ہیں۔ ہم دور نہیں جاتے یہیں کی مثال لے لیتے ہیں۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ، میرے بڑے بھائی ہیں۔ پنجاب کی طرف سے بڑا احسان کیا گیا کہ دیکھیں، ہم نے آپ کے جنوبی پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا دیا ہے۔ انہوں نے اپنا پہلا دورہ ڈی جی خان اور راجن پور میں کیا تو انہوں نے دو منصوبے announce کئے۔ پہلا تھا کہ اگر پرائم منسٹر صاحب راجن پور کی گیس کے لئے آدھی رقم دے دیں تو بقیہ آدھی رقم میں بھی دے دوں گا اور دوسرا اعلان میڈیکل کالج کا تھا۔ گیس والے منصوبے میں جو آدھی رقم پرائم منسٹر نے دی بقیہ رقم بھی انہی کو دینی پڑی کیونکہ موصوف وزیر اعلیٰ صاحب نے انکار کر دیا۔ یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ ایک طرف آپ ہمیں طعنے دیتے ہیں کہ ہم نے آپ کا وزیر اعلیٰ بنایا ہے اور دوسری طرف وہ جو بات کر رہے ہیں اس کو honour ہی نہیں کیا جا رہا ہے۔ چلیں، گیس تو فیڈرل گورنمنٹ کا شعبہ ہے اس میں آپ کی شاید سبکی ہو رہی تھی اگر پیسے خرچ ہو جاتے لیکن میڈیکل کالج کا کیا بنا، کیا یہ تعصب نہیں ہے؟ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا اور منصوبہ بھی جنوبی پنجاب کا ہی تھا اسی لئے اس پر پیسے نہیں دیئے جا رہے تھے۔ اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکا جا رہا ہے۔ ہر سال کی طرح پھر 2008,2009,2010 اور اب 12-2011 کی تقریر اٹھا کر دیکھ لیں وہ ایک ہی فریم ہے جس میں بار بار وہی الفاظ repeat ہو رہے ہیں کہ ہم نہروں اور بیراجوں پر بجلی پیدا کریں گے۔ پتا نہیں وہ بجلی جا کہاں رہی ہے؟ ہمیں تو کہیں نظر

نہیں آ رہی ہے لیکن تقریر کو خوبصورت بنانے کے لئے یہ الفاظ چن کر ڈال دیئے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ ہمیں تو اس بات کا پتا نہیں ہے۔ ہم یہ سوال کس سے پوچھیں کہ معدنیات کی دولت سے مالا مال ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان جس میں کوئلہ، جپسم، یورینیم اور کروڑوں اربوں کی دولت چھپی ہوئی ہے۔ ہر سال لکھا جاتا ہے کہ 50 کروڑ روپے، 60 کروڑ روپے معدنیات کی مد میں خرچ ہوں گے۔ یہ کوئی ایک منصوبہ راجن پور اور ڈی جی خان میں دکھادیں۔ ہمیں تو یاد نہیں ہے کہ کبھی کوئی حکومتی نمائندہ ہمارے پاس آیا ہو اور کہا ہو کہ آئیں آپ نشاندہی کریں کہ کن علاقوں میں آپ کے پاس یہ خزانے چھپے ہوئے ہیں؟ یہ سارا پیسا پتا نہیں جا کہاں رہا ہے؟ یہ سارے کا سارا پیسا میاں صاحب اپنے من پسند لوگوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ tourism پر آ جائیں۔ ادھر بھی بلند و بانگ دعوے کئے گئے۔ کیا tourism کا پیسا صرف مری میں جانا ہے؟ راجن پور اور ڈی جی خان میں فورٹ منرو اور ماڑی کے مقام ایسے ہیں جو altitude میں مری جتنے ہیں اور ان کی ٹھنڈک بھی مری جیسی ہے۔ ابھی اس سال وہاں پر برف باری بھی ہوئی ہے لیکن وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ کیا tourism کے پیسے پر بھی صرف مری کا حق ہے کیونکہ وہاں پر وزیر اعلیٰ موصوف کا اپنا گھر ہے، اپنی پراپرٹی ہے اس لئے وہاں پر سارا پیسا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! اسی طرح آپ farm to market roads پر آ جائیں۔ Farm to market roads یہ انگریزی کا لفظ ہے سمجھ ہی نہیں آتا۔ اس کا مطلب ہے "کھیتوں سے منڈیوں تک کی سڑکیں۔" آپ کو شاید علم ہو گا کہ جنوبی پنجاب کے چار اضلاع راجن پور، ڈی جی خان، بہاولپور، رحیم یار خان وسیع زرعی اراضی پر محیط ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ہی نہیں پوری دنیا میں بہترین گندم اور کپاس یہاں پیدا ہوتی ہے تو farm to market roads کہاں پر ہونی چاہئیں؟ ادھر تو کوئی farm to market roads نہیں ہیں وہی کچی پگڈنڈیاں ہیں جہاں پر لوگ ابھی تک اپنے ٹریکٹر ٹرالیاں گھما رہے ہیں، جہاں پر اکثر ان کے ٹرک اُلٹے پڑے ہوتے ہیں یا ان کے ٹریکٹر ٹرالیاں کسی کھالے میں پھنسی ہوتی ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے، نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ہم جنوبی پنجاب کے لئے یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، 70۔ارب روپے رکھ رہے ہیں۔ کدھر ہیں یہ 70۔ارب روپے؟ ان کو یہ بات کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ بجٹ کی کتاب میں 70۔ارب روپے لکھے ہوئے ہیں اور اس کے نیچے والی لائن میں ہی یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم 10۔ارب روپے release کریں گے تو 70۔ارب

روپے کیوں لکھ رہے ہیں،10-ارب روپے لکھیں۔یہ صرف اور صرف کھوکھلے نعرے ہیں۔صرف اور صرف اپنی سیاسی دکانداری چمکائی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی wind up کریں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! میں بس دومنٹ مزید لوں گا۔ پچھلے سال سیلاب آگیا تھا اس سے جنوبی پنجاب کے اکثر اضلاع کا basic infrastructure تباہ ہوگیا۔ سڑکیں، ہسپتال، سکول ایک تباہی کا منظر تھا۔زیادہ تر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دریاؤں سے آنے والے پانی نے یہ تباہی مچائی ہے۔یہ بات کافی حد تک صحیح بھی ہے لیکن زیادہ تر لوگوں کو یہ پتا نہیں ہے کہ ایک اور چیز بھی ہے جس کو اُردو میں رود کوہی اور انگریزی میں hill torrent کہتے ہیں۔راجن پور اور ڈی جی خان میں جو تباہی دریا کے پانی سے ہوئی اس میں رود کوہی کے پانی سے اضافہ ہوگیا اور وہ تباہی دُگنی ہوگئی کیونکہ رود کوہی کے پانی کا جو outlet تھا وہ دریائے سندھ میں جاکر گرتا تھا اور وہ پہلے ہی overflow کر رہا تھا۔1947 سے پہلے ہم انگریز کے غلام تھے اور مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا ہے کہ اب ہم تخت لاہور کے مغل بادشاہ نما حکمرانوں کے غلام بن چکے ہیں۔نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑرہا ہے کہ کم از کم انگریز hill torrent management system تو چلاتا تھا۔اگر وہ یہاں سے ٹیکس وصول کرتا تھا تو یہ جو hill torrent کا پانی تھا اس کو ضائع ہونے کی بجائے وہ زمینیں آباد کرنے میں مدد کرتا تھا۔ہم پچھلے چار سال سے چیخ رہے ہیں کہ خدا کے لئے management system hill torrent بنائیں تاکہ یہاں کے لوگ اپنی فصلیں بچا سکیں اور جو پانی یہاں پہاڑوں سے آرہا ہے اس کو utilize کیا جا سکے لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔میں آپ کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ جو بند باندھے گئے تھے وہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے ان میں سے 80 فیصد ابھی تک ٹوٹے ہوئے ہیں اور آپ کے علم میں یہ بھی اضافہ کرتا چلوں کہ Meteorological Department نے 136 ملی میٹر بارش کی پیشن گوئی کر دی ہے جو کہ پچھلے سال سے کئی گنا زیادہ ہے۔آنے والی تباہی کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔وہ بند ابھی تک کھلے منہ انتظار کر رہے ہیں کہ سیلاب کا پانی آئے اور سیدھا دیہاتوں اور شہروں کے اندر چلا جائے اور کھیتوں کو تباہ کردے۔اگر ایسا ہوا تو اس تباہی کے ذمہ دار صرف اور صرف وزیراعلیٰ لاہور میاں محمد شہباز شریف ہوں گے۔یہی زیادتیاں ہمارے اندر احساس محرومی کو جنم دیتی ہیں اور جنوبی پنجاب کو علیحدہ صوبہ بنانے کی ہماری یہ سوچ مزید پختہ ہو جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ صرف میرا خیال نہیں ہے جنوبی پنجاب میں بسنے والے سرائیکی، بلوچی، مہاجر، پٹھان اور پنجابی کی سوچ ہے۔ میں آپ پر ایک بار پھر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری demand لسانی نہیں ہے اس کو قطعاً ethnic نہ بنایا جائے۔ میں آپ پر واضح کر رہا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں بسنے والے پنجابی، سرائیکی، پٹھان، بلوچی، مہاجر سب یہی demand کر رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ علیحدہ بنایا جائے اور انشاء اللہ ہم بہت جلد اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ میں اپنے دوستوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ خدارا اُٹھ کھڑے ہوں، ان مظالم کے خلاف ہمیں اٹھنا پڑے گا۔ ہمارے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا ہمیں جواب دینا ہو گا اور میں پھر ایک بار اس ایوان میں جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ ہمیں اس صوبے میں نہیں رہنا جہاں پر ہمارا استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہم سے فنڈز اور ٹیکس تو وصول کئے جاتے ہیں، ہماری زمینیں بیچی جاتی ہیں، نیلام کی جاتی ہیں مگر پیسے لاہور میں خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔آپ کی وساطت سے میں میڈیا کے لوگوں سے بھی درخواست کروں گا کہ ہمارے ساتھ کئے جانے والے جھوٹے وعدے جو آپ کے سامنے کتابی شکل میں ہیں، یہ بھی نہیں کہ بات کر کے بھول گئے ہیں، کتابیں لکھی پڑی ہیں ان کو highlight کریں۔اگر قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پر عملدرآمد نہ ہو تو ہمارے میڈیا کے دوست دھڑا دھڑ اس پر انتشار پھیلانے والے talk shows کر رہے ہیں۔ خدارا ہم پر بھی رحم کھائیں ہماری اُمید کی آخری کرن بھی آپ ہی ہیں۔ مہربانی کر کے ان کے اوپر بھی پروگرام کریں کہ یہ جو جھوٹے دعوے کتابوں میں لکھ رہے ہیں، یہ کیوں کر رہے ہیں اور اگر لکھ رہے ہیں تو پورے کیوں نہیں کر رہے اگر انہوں نے 70۔ارب روپے کا اعلان کیا ہے تو اس کو پورا کریں اور ان کے پیچھے بھی اسی طرح لگیں جس طرح فیڈرل گورنمنٹ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں قطعاً نہیں کہتا کہ آپ وفاقی حکومت کے خلاف ایجنڈا لے کر آتے ہیں، میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ادھر بھی اصلاح لے کر آئیں۔ میڈیا کا کام اصلاح کرنا ہے اور ہمیں خوشی ہے، آج میڈیا کا کردار بہت اہم ہو چکا ہے، اگر آپ اس issue کو بھی اٹھائیں گے تو یہ بھی آپ کا جنوبی پنجاب کی عوام پر احسان ہو گا۔

آخر میں، میں ایک سرائیکی قطعہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔آپ کو پہلے بھی سنایا تھا لیکن آج چونکہ موقع ہے تو میں یہ موقع ضائع نہیں ہونے دوں گا۔

اَساں جائے سرائیکی ڈیس دے

ساڈی دھرتی ماء لکھ پال

اینڈے سینے سندھ پیا کھیڈدا
اینڈے پیریں چھاچھڑ کاک
اے بھاگ وندیندی بھاگ وند
اینڈا پانی کھیر دِی کار
ایں جنڑیے گھوٹ فریدؔ جھئیں
اینڈا لالن خدمت گار
بَھل اَج اے دھرتی بھَرم دی
ھے روندی نیر ہزار
اینڈی کنڈ تے چابُھک چھکدے
اینڈی رَگ رَگ سو سو چیر
تے اساں نینگر گوٹھ دے
ھے ساڈا کینجھا حال
ساڈے منہ تے جندرے جبر دے
ساڈے ہتھ کڑیاں وِچ بند
اَساں قیدی تخت لہور دے
اَساں قیدی تخت لہور دے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری ایک عرض سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! This is no way. مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے۔ This is against the decorum of the House۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو باہر جا کر کریں۔ جی، حاجی ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ کائرہ صاحب کو۔۔۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: کائرہ صاحب اب وزیر خزانہ نہیں ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی:Sorry میں کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اتنا خوبصورت بجٹ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے دیا ہے کہ آج ہمیں جنوبی پنجاب سے ٹیلیفون آرہے ہیں کہ اس دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے اتنی خطیر رقم رکھی گئی ہے یعنی 70۔ارب روپے جو ٹوٹل بجٹ کا 32 فیصد ہے اور ہماری آبادی کا تناسب وہاں پر 31 فیصد ہے۔ابھی میرے بھائی تقریر بھی کر رہے تھے اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات بھی کر رہے تھے، دانش سکول کے حوالے سے بھی کہہ رہے تھے کیونکہ میں نے ان کی بات میں مداخلت نہیں کی۔اصل میں دانش سکول ان کے حلقے سے کہیں اور جارہا تھا اور ان کی request پر ہی ان کے حلقے میں دانش سکول بن رہا ہے۔وہاں پر اس کی ضرورت تھی اور یہ محسوس کرتے تھے کہ واقعی دانش سکول ایک اچھا اقدام ہے اسی لئے یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو ملے اور انہوں نے اپنے حلقہ میں دانش سکول کی تعمیر کروانا شروع کی۔دوست کہتے ہیں کہ دانش سکول کے ساتھ ساتھ دوسرے سکولوں پر توجہ نہیں دی جارہی۔دانش سکول میں غریب، یتیم، بیواؤں اور مسکین لوگوں کے بچے پڑھیں گے۔اسی طرح جہاں تک دوسرے سکولوں میں سہولتوں کا تعلق ہے، مجھے یاد ہے کہ میرے حلقے میں ایک کالج ہے 09-2008 کی بات ہے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو میں نے ایک message کیا کیونکہ میں نے جب وہاں پر visit کیا تو بچیاں ٹینٹوں کے نیچے پڑھ رہی تھیں۔انہوں نے فوری طور پر اس پر action لیا اور آج ماشاء اللہ وہ کالج تعمیر ہو چکا ہے۔اسی طرح ایک پرائمری سکول تھا اس کا بھی میں نے میاں صاحب سے کہا اور آج وہ پرائمری سکول جس کے کمرے نہیں تھے بچے درختوں کے نیچے پڑھتے تھے تو اسی ایک نوٹس پر الحمدللہ آج ہمارے بچوں کے لئے پرائمری سکول تعمیر ہو چکا ہے۔بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے، ہم نے قائدین تک یہ بات پہنچانی ہے کہ فلاں سکول میں یہ سہولتیں نہیں ہیں۔جنوبی پنجاب کی ترقی کی بات ہو رہی ہے تو دوستوں سے گزارش ہے کہ اگر ترقی دیکھنی ہے تو بہاولپور آئیں، ترقی دیکھنی ہے تو ملتان آئیں، ترقی دیکھنی ہے تو ڈیرہ غازی خان جائیں جہاں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے سکول، سستے بازار، ہسپتال بن رہے ہیں اس کے علاوہ بہت ساری missing facilities مل رہی ہیں۔پچھلے سال بھی ہماری حکومت نے سیلاب میں بھی بڑا اہم role ادا کیا ہے، 18۔ارب روپے سے لوگوں کو وطن کارڈ اور دوسری سہولتیں باہم پہنچائی ہیں۔آج model villages بھی وہاں بن رہے ہیں اور کافی model villages کے افتتاح بھی ہو چکے ہیں۔الحمدللہ ہم لوگ مطمئن ہیں کہ میاں صاحب نے ایک خطیر رقم جنوبی پنجاب کے لئے مختص کی ہے اور جس پر وہ خصوصی توجہ بھی دے رہے ہیں، آئندہ آپ دیکھیں گے کہ وہاں کی

محروم میاں جو پہلے ہی کافی حد تک ختم ہو گئی ہیں انشاء اللہ آنے والے سالوں میں وہ بڑے شہروں کے برابر آ جائیں گے۔ میری بجٹ کے حوالے سے یہی عرض ہے کہ جس تناسب سے ہمیں فنڈ دیا گیا ہے انشاء اللہ اس کو ہم بروقت خرچ کریں گے اور وہاں پر لوگوں کے صحت، تعلیم یا سڑکوں کے حوالے سے جو مسائل ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ نوجوانوں کے لئے جو روزگار سکیم فراہم کی گئی ہے وہ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے صاف شفاف اور احسن اقدام کیا گیا ہے۔ سستے بازاروں کا مقصد صرف یہی تھا کہ کسان direct وہاں پر آ کر اپنی چیز فروخت کرے گا اور middleman کا کردار ختم ہو جائے گا۔ درمیانے طبقے کے لوگ جب وہاں سے اشیائے ضروریہ خریدیں گے تو ان کو اس سے فائدہ ہو گا۔ بہاولپور میں یقیناً ریکارڈ ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو appreciate کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ جنوبی پنجاب کی طرف خصوصی توجہ دیں گے۔ جس طرح ہمارے علاقے کے لئے بجٹ مختص کیا ہے ہماری missing facilities کو ختم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے اور ہم بھی ان کا بازو اور ٹیم بن کر ان کے ساتھ کردار ادا کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں یہاں پر صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ کل یہاں House میں سود خوری کے مسئلے کے حل کے لئے ایک issue کو اٹھایا گیا تھا اور سابق سپیشل کمیٹی جو اس مسئلے کے حل کے لئے بنائی ہوئی تھی اس کی سفارشات پر عملدرآمد کے لئے درج ذیل ممبران پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو ایک ماہ میں اپنی سفارشات مرتب کر کے ایوان میں پیش کرے گی۔

1- جناب محمد محسن خان لغاری۔
2- رانا ثناء اللہ خان (وزیر قانون و پارلیمانی امور)
3- رانا محمد افضل خان۔
4- الحاج محمد الیاس چنیوٹی۔
5- محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ۔
6- محترمہ ثمینہ خاور حیات۔
7- محترمہ حمیرا اویس شاہد۔
8- میاں نصیر احمد۔
9- جناب محمد آجاسم شریف۔
10- چودھری عبدالغفور (وزیر خوراک)
11- سید حسن مرتضیٰ۔
12- شیخ علاؤالدین۔

یہ کمیٹی ایک ماہ میں اپنی سفارشات مرتب کر کے ایوان میں پیش کرے گی۔ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑے عرصہ کے بعد آپ نے لب کشائی کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں کامران مائیکل صاحب کو بجٹ پڑھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج اس بجٹ کے حوالے سے جو لمحہ فکریہ ہے وہ یہ ہے، مجھے زیادہ دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ اور میاں محمد نواز شریف جمہوریت کا راگ تو الاپتے ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ جمہوری روّیے اس اسمبلی کو یا اس صوبے کی عوام کو دکھا رہے ہیں۔ جس اسمبلی نے انہیں عزت دی، جس اسمبلی نے انہیں اس منصب پر فائز کروایا، تین سالوں میں سات دفعہ وہ یہاں تشریف لائے۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز ٹائم کے لئے ان کے پیچھے پھرتے رہتے ہیں لیکن ٹائم نہیں ملتا، اپوزیشن تو دور کی بات ان کی اپنی جماعت کے ایم پی ایز کو ٹائم نہیں ملتا، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑے ڈکٹیٹر یہ خود ہیں اور ان اسمبلیوں کی بالا دستی کو ان کا ذہن تسلیم نہیں کرتا۔ میں آج ببانگ دہل یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ بھی انہی کی ڈکٹیٹر شپ والی سوچ کا نتیجہ ہے۔ بجٹ راولپنڈی سے شروع ہو کر ننکانہ صاحب، شیخوپورہ اور قصور پر آ کر ختم ہو جاتا ہے اور اگر ان کے ذہن میں آئے تو سو میں سے دو چار سکیمیں جنوبی پنجاب کے کسی ضلع کو دے دیں، نہیں تو ان کے صوابدیدی اختیارات ہیں جو وہ خود استعمال کئے جا رہے ہیں۔ وہ صوابدیدی اختیار بڑی چابکدستی سے استعمال کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس اس چیز کا ہوتا ہے کہ جب ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو تیسرے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے۔۔۔ گورچانی صاحب! ذرا پلیز بیٹھ جائیں،، ہم اپنا حق مانگتے ہیں، ہم کسی کا حق نہیں چھیننا چاہتے، اس علاقے کے لوگوں کو اب جو احساس کمتری یا احساس محرومی محسوس ہونے لگ گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے اور انہیں اظہار کرنا چاہئے۔ اس علاقے کے نمائندے جو آج یہاں بیٹھے ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چاہے آپ جتنی مرضی خوشامدیں کریں لیکن آپ نے ووٹ تو اسی علاقے کے لوگوں سے لینے ہیں اور جب آپ ووٹ لینے جائیں گے تو وہ لوگ آپ کا احتساب کریں گے، آپ کے گریبان ہوں گے اور ان کے ہاتھ ہوں گے۔ اس وقت میں دیکھوں گا کہ کون اپنے علاقے کے لوگوں کی بات سننے کے لئے تیار ہو گا۔ جو آج یہاں بیٹھ کر اس حکومت کے ان سیاہ کارناموں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ اس وقت منہ چھپاتے پھر رہے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں facts and figures سے بات کروں گا، ہمیں ultimately الیکشن میں انہی لوگوں کے دروازوں پر جانا ہے لیکن یہ حکومت ہمیں اس قابل نہیں چھوڑنا چاہتی کہ ہم دوبارہ ان کے دروازوں پر جائیں اور وہاں سے الیکشن لڑیں۔ پچھلی دفعہ سیلاب کا بڑا رونا رویا گیا، میں سمجھتا ہوں

کہ بہت بڑا نقصان ہوا، بہت سارے لوگ بے گھر ہوئے، بہت سارے لوگوں کی سب لٹیا ڈوب گئی لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ کون سا ایسا ڈی سی یا کمشنر یا وہاں انتظامیہ کا بندہ ہے جس کو وزیر اعلیٰ یہاں بیٹھے حکم کریں تو وہ نہ مانے؟ جہازوں اور ہیلی کاپٹر کے کرائے پر کروڑوں روپے لگا کر وہ 32 دفعہ گئے ہیں، وہ لگا تار 32 دن جاتے رہے اور پوری ڈویژن کی انتظامیہ انہیں receive کرنے کے لئے ملتان ائرپورٹ پر آئی ہوتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں تھی۔ اگر یہاں بیٹھے ایک وزیر اعلیٰ کا اتنا کنٹرول نہیں ہے کہ وہ کسی ڈی سی یا کمشنر کو کوئی حکم دے اور وہ حکم عدولی کرے۔ وہاں دس تھیلے بانٹنے کے لئے ایک ہیلی کاپٹر کا کرایہ دس لاکھ کے قریب دیتے تھے اور وہاں اوپر سے دس تھیلے گراتے تھے۔ یہ ہمارا نہیں بلکہ عوام کا پیسا ہے جو پائی پائی اکٹھی ہو کر یہاں آتی ہے لیکن ہم اسے اس طرح شاہانہ انداز میں لٹاتے رہے۔ ہمیں ان چیزوں پر غور کرنا ہوگا اور ان چیزوں کو سیدھا کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر! بیرونی امداد کا بڑا راگ الاپا جا رہا ہے یہ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہمارے رورل ایریاز کو ان چیزوں سے deprive کرنے کی ایک سازش ہے، ایشیئن اور ورلڈ بنک کے جو پراجیکٹس ہیں وہ سارے دیہاتوں کے ہیں۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ بیرونی امداد سے شہروں میں کون سا پراجیکٹ چل رہا ہے؟ وہ تو ہیں ہی دیہاتوں کے لیکن دیہاتوں کے لوگوں کو مزید پسماندہ کرنے کے لئے بیرونی امداد کا راگ الاپا جا رہا ہے یہ بھی بڑی زیادتی کی بات ہے لہذا ہمیں اسے relook کرنا چاہئے۔ ان کو پتا ہے کہ دیہاتوں سے انہیں ووٹ نہیں ملتے اس لئے دیہاتوں کو کیوں look after کریں۔

جناب سپیکر! austerity measures کی بات ہوئی تو ابھی اسی سال وزیر اعلیٰ صاحب کے کچن کی renovation پر چھ کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ یہ کون سے austerity measures ہیں؟ pro poor کے لئے اب 21۔ ارب روپے کی بجائے 30۔ ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے ہاں جو مسلم لیگ (ن) کے ورکرز تھے، جن کے پاس بائیسکل نہیں تھی وہ آج پراڈو پر پھر رہے ہیں، وہ پیسے مل مالکان کی جیبوں میں گئے ہیں یا ان کے ورکروں کی جیبوں میں گئے ہیں اور وہ 21 کا 21۔ ارب روپیہ ڈوب گیا ہے اس سے چند لوگوں کو تو ضرور فائدہ ہوا ہے لیکن کسی غریب کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ جب ہم یہاں آئے تھے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک نظم پڑھی تھی۔

وہ جو چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
وہ جو چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
وہ جو ہر مصلحت کے سائے تلے پلے
ایسے دستور کو، صبح بے نور کو
میں نہیں مانتا میں نہیں جانتا

یہ بجٹ بالکل اسی کی full عکاسی کر رہا ہے کہ چند لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ سارا کیا ہے۔

جناب سپیکر! جو پبلک ٹرانسپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے آپ وہ بھی اٹھا کر دیکھ لیں اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس میں کن لوگوں کو نوازا گیا ہے۔ آگے چلیں تو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی جو surroundings ہیں وہ مالی پٹواریوں سے ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں کہ وہ پراپرٹی کن لوگوں نے خریدی ہے اس پر بھی آپ کو پتا چل جائے گا کہ اس کے basic themes کیا ہیں اور یہ اس پر کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ییلو کیب والی بات پہلے بھی کر چکے ہیں کہ چاہے سوزوکی کار بھی لیں تو اس کے سپیئر پارٹس باہر سے منگوانے پڑیں گے۔ آپ بیس ہزار گاڑیوں کی قیمت بنائیں ابھی کوئی 40۔ارب روپے کہہ رہا ہے اور کوئی 4۔ارب روپے کہہ رہا ہے۔ اگر آپ پنجاب کا 40۔ارب روپیہ باہر بھیجنا چاہتے ہیں تو اس میں کون سی عقلمندی کی بات ہے؟ میں اپنی بات کو short کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ جو زرعی گریجویٹس کو سرکاری زمینیں دینے کی یہاں پر بات کی گئی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ اپر پنجاب میں کہاں پر سرکاری زمینیں پڑی ہیں جو یہ زرعی گریجویٹس کو دینے جا رہے ہیں؟ ہمارے علاقے میں جو سرکاری زمینیں ہیں ان کی نظریں ان پر ہیں۔ مجھے بتائیں کہ وہاں ہماری تین ڈویژن میں کتنی زرعی یونیورسٹیاں موجود ہیں جہاں سے آپ کو گریجویٹس ملیں گے اور آپ انہیں سرکاری رقبے دیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہمارے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی ایک سازش ہے اور ہم اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہ اس علاقے کے لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ ان لوگوں کا کیا قصور ہے جو اتنے عرصے سے ان زمینوں کو کاشت کر رہے ہیں؟ آپ ان لوگوں کو یہ زمین کیوں نہیں دیتے جو پچاس پچاس اور سو سو سال سے ان زمینوں کو کاشت کر کے ملکی ترقی میں اپنا حصہ ملا رہے ہیں۔ آپ وہاں جا کر ان لوگوں سے کیوں قبضہ کروانا چاہتے ہیں؟ یہ سراسر زیادتی ہے اور ہم اس پر بھرپور احتجاج کرتے ہیں۔ وہاں ہماری سرکاری زمینیں بیچی گئیں اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جہاں کی

زمینیں بیچی جائیں گی وہ پیسے وہیں کے اضلاع میں لگائے جائیں گے لیکن مجھے بتائیں کہ ان زمینوں سے ہمارے ان اضلاع میں کیا بنایا گیا؟ وہ سارے پیسے تو اپر پنجاب لاہور میں شفٹ ہوئے، کسی کا روڈ بنا ہے اور کسی کا سکول اور ہسپتال بنا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ وہاں پر کیا بنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کے لئے بہت تھوڑے پیسے رکھے گئے ہیں، ہیپاٹائٹس کے مریض جن کا lever damage ہو جاتا ہے ان کا کوئی حل نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے مزید پیسے رکھنے چاہئیں کہ اس کا جو proper طریقہ ہے اس کا حل نکال سکیں۔ یہاں سے 9لاکھ ٹن گندم برآمد کی گئی تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ باقی گندم خریدنے میں کیا امر مانع تھا، اگر برآمد ہی کرنی تھی تو کسانوں کو ان بھیڑیوں اور middlemen کے ہاتھوں کیوں لٹوایا گیا۔ انہوں نے باردانے کی شکل میں کسانوں کو لوٹا، انہیں باردانہ تو نہ ملا لیکن دھکے ضرور ملے۔ میں اپنے ایک افسر کی بات بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان کے پاس باردانہ لینے کے لئے گیا تو وہ کہتے ہیں کہ کھجل خوار ہونا ہے تو میں سفارش کر دیتا ہوں۔ جب آپ کی انتظامیہ کا یہ حال ہو کہ باردانے کے لئے کسانوں کو کھجل خواری کے علاوہ کچھ نہ ملے تو ہم اس حکومت سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! صوبے میں حالات وہ نہیں ہیں جو آپ کو یہاں پر نظر آ رہے ہیں۔ صوبے کے حالات اس وقت بہت ہی دگرگوں ہیں اور اس پر ہمیں بیٹھ کر سوچنا چاہئے۔ میں این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے ایک بات کروں گا، اگر پنجاب این ایف سی کی بنیاد پر وفاق سے اپنا حق مانگتا ہے تو پھر پنجاب کا بھی حق بنتا ہے کہ این ایف سی کی بنیاد پر پورے صوبے کو اپنے وسائل تقسیم کرے۔ ہم وفاق سے کہتے ہیں کہ ہمیں population, area and poverty کی بنیاد پر ہمارا حصہ دیا جائے تو پھر صوبے کے اضلاع کا کیا قصور ہے؟ ان کو یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کو اس تناسب سے پیسے نہیں دیتے جبکہ لاہور کے لئے ساری رقوم رکھ لی جاتی ہیں جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ یہاں پر جو blocked allocations رکھی گئی ہیں وہ صرف اور صرف سیاسی رشوت دینے کے لئے رکھی گئی ہیں۔ اے ڈی پی کے بجٹ کا تقریباً 50 فیصد تو blocked allocations میں چلا جائے گا۔ اس کو رکھنے کا کیا مقصد ہے؟ اگر آپ وفاقی حکومت کا بجٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس میں اس طرح کی کوئی blocked allocations نہیں ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان چیزوں کو کب ٹھیک کیا جائے گا اور ان خرابیوں کو کب دُور کیا جائے گا؟

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 70۔ارب روپے کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا ہے کہ اگلے سال کے لئے 10۔ارب روپے مختص کر دیئے گئے ہیں جو کہ سراسر ناانصافی

ہے۔ پچھلے سالوں میں جتنے پیسے announce کئے گئے ان میں سے one third بھی خرچ نہیں کئے گئے۔ 7۔ارب روپے کی announcement کی گئی لیکن 80 کروڑ روپے release ہوئے ہیں۔ مجھے بنگلہ دیش کے مجیب الرحمٰن کی بات یاد آتی ہے اس نے اسلام آباد میں یہ کہا تھا کہ مجھے اسلام آباد کی سڑکوں سے اپنی پٹ سن کی بُو آ رہی ہے۔ اگر حالات یہی رہے تو پھر وہ دَور آنے والا ہے کہ جب ہم بھی یہ کہیں گے کہ ہمیں اپنی کاٹن کی بُو لاہور اور راولپنڈی کی سڑکوں سے آ رہی ہے اس لئے وہ وقت آنے سے پہلے ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ 1973 کے آئین میں جیسے کہا گیا ہے کہ جو under-develop districts ہیں انہیں ان کے حصے سے زیادہ فنڈز دیئے جائیں۔ ان اضلاع کو زیادہ فنڈز دینے کی بجائے اپنا حق بھی نہیں دیا جا رہا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے قائدین باتیں کرتے ہیں کہ ہم انصاف، حق اور سچ کی سیاست کر رہے ہیں تو یہ باتیں ان کے اپنے اعمال سے ثابت بھی ہونی چاہئیں۔ یہ صرف کتابی یا لکھی پڑھی باتیں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان کو اپنے عمل سے بھی ثابت کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں کچھ figures quote کروں گا جو کہ اس اے ڈی پی میں دیئے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ South میں آج تک کوئی free tax industrial zone نہیں بنایا گیا۔ جتنے بھی بنے ہیں وہ جی ٹی روڈ کے قریب قریب بنے ہیں اگر وہاں پر ایک free tax industrial zone دے دیا جائے تو وہاں کے ہزاروں لوگوں کو روزگار کے مواقع مل جائیں گے۔ آج بھی south کی پانچ لاکھ خواتین ایسی ہیں جو کہ کراچی کے سیٹھوں کے گھروں میں ملازمت کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتی ہیں۔ یہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہماری غریب خواتین اپنے علاقے سے جا کر کراچی اور دوسرے بڑے شہروں میں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتی ہیں۔ اگر ان کو اسی علاقے میں روزگار کے ذرائع میسر آ جائیں تو پھر انہیں اس پریشانی سے نجات مل جائے گی۔

جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کے لئے انہوں نے کل 4874 ملین روپے رکھے ہیں اور اس میں ہمارے South کو صرف 809 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ South کے 17 اضلاع کے لئے اٹھارھواں حصہ بھی نہیں بنتا۔ ان اضلاع میں پاکپتن، وہاڑی، بہاولنگر اور دوسرے علاقے شامل ہیں اور ان سب کو صرف 809 ملین روپے ملے ہیں۔ ہمارے ان علاقوں کے لوگوں کا کیا قصور ہے کہ ہمیں تیسرے درجے یا پرلے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے، کیا ہمارا اس صوبے کے وسائل پر حق نہیں ہے،

اسی طرح تعلیم کے شعبے میں missing facilities کے حوالے سے 3558 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اب آپ wind up کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ missing facilities کی مد میں کل رقم 3558 ملین روپے رکھی گئی ہے اور اس میں سے ہمیں 1500 ملین روپے مل رہے ہیں۔ اسی طرح کالجوں کی جو upgradation ہوئی ہے اور ان کے لئے اے ڈی پی میں جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ بھی بڑے مضحکہ خیز ہیں۔ اس مد میں کل 833 ملین روپے رکھے گئے ہیں جبکہ south کے لئے صرف 120 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ ہمارے علاقے کے لوگوں کو پیچھے رکھنے کی یہ جان بوجھ کر ایک سازش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح Accelerated Programme for Health Care کے figures بھی بڑے مضحکہ خیز ہیں اس کے لئے total 7502 million روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس میں سے South کے لئے صرف 2944 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں ongoing schemes بھی شامل ہیں جو کہ پچھلے تین سالوں سے ان علاقوں میں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! Tertiary Care کی خاطر انہوں نے لاہور اور راولپنڈی کے ہسپتالوں کے لئے 29446 ملین روپے رکھے ہیں جبکہ South کے ہسپتالوں کے لئے اس مد میں 10555 ملین روپے ہیں۔ یہ بہت بڑا فرق ہے، اگر پانچ دس کا فرق ہوتا تو پھر بھی affordable تھا، یہ ہم سے ہضم نہیں ہو رہا، ہم نے اپنے لوگوں کو جا کر جواب دینا ہے۔ وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہیں؟ یہ سراسر زیادتی ہے اور ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر بڑا شور مچایا جا رہا ہے کہ میڈیکل کالج بنائے جا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں میڈیکل کالجوں کے لئے ٹوٹل 18294 ملین روپے رکھے گئے جن میں سے South کو 5440 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہی حالت ہمارے علاقے کی واٹر سپلائی سکیموں اور سڑکوں کی ہے۔ واٹر سپلائی سکیموں کے لئے 12001 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور ان میں سے صرف 1263 ملین روپے South کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ یہاں اپر پنجاب میں تو کھارے پانی کے علاقے نہیں ہیں۔ ہمارے علاقے South Punjab میں راجن پور تک ایسے ہیں کہ جہاں کا پانی انسان

تو انسان جانور بھی نہیں پی سکتے۔ ان لوگوں کے لئے اس بجٹ میں صرف 1263 ملین روپے مختص کئے جارہے ہیں جبکہ اپر پنجاب کے لئے 12001 ملین روپے دیئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ بار بار میری طرف دیکھ رہے ہیں اس لئے میں wind up کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ Rural Water Supply Schemes کے لئے بھی same figures ہیں۔ ہمارے ان 17 اضلاع کو آپ کے total ADP سے دسواں حصہ ملتا ہے۔ میں آخر میں صرف یہی کہوں گا کہ ہمیں اپنا حق چاہئے، ہم اپر پنجاب کے لوگوں کا حق نہیں مانگتے بلکہ ہم تو اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہمارا جو حق ہے وہ ہم لے کر رہیں گے اگر نہیں دیں گے تو ہم انشاء اللہ چھین کر لے لیں گے۔ ہم اپنی عوام کو یہ بتائیں گے کہ آپ نے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے اس پر ہم پورا اُتریں گے۔ ہمارا حق چاہے jobs کے حوالے سے ہو، چاہے وہ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے ہو اور چاہے وہ پانی کی تقسیم کے حوالے سے ہو ہم اپنا حق لے کر رہیں گے۔ پانی کی تقسیم پر بھی ہمارے علاقے کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ ہم چاہیں گے کہ اس پر سیمینار ہوں، discussion ہو اور ہمارے علاقے کے لوگوں کا حق ان کو دیا جائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے علاقے کے لوگوں کا حق لے کر جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد معین وٹو صاحب!

میاں محمد معین وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ کسی بھی صوبے یا ملک کا ایسا تخمینہ اور میزانیہ ہوتا ہے کہ جس میں وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل کے حل کے لئے مالی اخراجات کی تقسیم کی جاتی ہے مگر جہاں مسائل بے شمار ہوں اور وسائل محدود ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کے لئے ان حالات میں بجٹ پیش کرنا نہ صرف ایک challenge ہوتا ہے بلکہ ایک بہت بڑے امتحان سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جب ملکی حالات ایسے ہوں کہ پورے کا پورا ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہو، پورے ملک میں energy کا بحران ہو، پورے ملک میں بجلی کی کمی ہو، پورے ملک میں گیس کا بحران ہو اور تیل کی قیمتیں ناقابل برداشت ہوں تو ان حالات میں معیشت کا پہیہ نہ صرف سست ہو جاتا ہے بلکہ جام ہونے کے مترادف ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب نے یہ بجٹ جس موثر انداز میں پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ اور خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی اس انقلابی اور مثبت سوچ کا نتیجہ ہے۔ یہ بجٹ اس بات کی عکاسی کرتا ہے جو میاں محمد شہباز شریف صاحب کے دل میں اس صوبے کے غریبوں کے لئے، اس صوبے کے عوام کے لئے ہر وقت موجود رہتا ہے اور جس کے لئے وہ دن رات محنت کرتے ہیں کہ کسی طریقے

سے ہمارا صوبہ مشکلات سے نکل آئے۔اُن کے اندر ایک جذبہ موجود رہتا ہے اور وہ اس کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے ہمارا صوبہ مشکلات سے نکل آئے، ہمارے صوبہ کی عوام کا معیار زندگی بلند ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جو موجودہ بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ وسائل اور مسائل کے حل کا حسین امتزاج ہے کہ جہاں پر عام طور پر بجٹ میں ٹیکسوں میں اضافہ کیا جاتا ہے، یہ واحد بجٹ ہے کہ ان معروضی حالات میں بھی ٹیکسوں میں اضافہ نہیں کیا گیا بلکہ ٹیکسوں کا دائرہ وسیع کیا گیا ہے تاکہ غریب آدمی پر کسی طرح بھی ٹیکس کا بوجھ نہ پڑے۔ ہمارے قائد وزیراعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میں جو انقلابی اقدامات کئے ہیں اُس میں سب سے بڑا کام خود انحصاری کا اعلان ہے، بھیک مانگنا ختم کرنے اور کشکول توڑنے کا فیصلہ ہے۔ یہ آسان بات نہیں ہے کہ جس قوم کو بھیک مانگنے کی عادت پڑ گئی ہو اور جس قوم کو کشکول آگے پھیلانے کی عادت پڑ گئی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ان حالات میں بھی اتنا بڑا تاریخی فیصلہ کرنا میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کی قیادت ہی یہ تاریخی فیصلہ کر سکتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت نے پاکستان کی عوام کے لئے ہمیشہ انقلابی فیصلے کئے ہیں، وہ بے شک پاکستان میں ایٹم بم کا دھماکا کرنے کا فیصلہ ہو، وہ بے شک پاکستان میں موٹروے کی تعمیر ہو، وہ بے شک پاکستان میں عدلیہ کی بحالی کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اُس جلوس کی قیادت کا فیصلہ ہو لیکن جہاں پاکستان کی عوام کا مفاد ہو، جہاں پاکستان کی تقدیر بدلنے کا سوال ہو وہاں ہمارے قائدین نے اسی طرح کے انقلابی فیصلے کئے ہیں جس طرح کا فیصلہ اس دفعہ بجٹ سے پہلے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کروں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اتنے بڑے صوبہ کا بجٹ ہماری اقلیت کے نمائندے جناب کامران مائیکل کو پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے اور یہ ہمارے قائد کی ایک سوچ ہے کہ انہوں نے اقلیتوں کو احساس برابری دلانے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وزارت خزانہ کا قلمدان جناب کامران مائیکل کے سپرد کیا اور میں جناب کامران مائیکل کے لئے بھی شاباش کہوں گا کہ انہوں نے بھی اپنے اس منصب کا حق ادا کر دیا اور انہوں نے جس خوبصورت انداز میں بجٹ پیش کیا میں اس بات پر اُن کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں جس طرح غریبوں کی فلاح و بہبود کو اہمیت دی گئی ہے اور غریب کے بچے کو تعلیم دلانے اور خاص طور پر دانش سکولوں کی صورت میں غریب کے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کا جو انتظام کیا گیا ہے یہ اقدام غریبوں کے بچوں میں احساس محرومی ختم کرنے کے لئے کیا گیا ہے جو کسی بھی غریب کے بچے میں یہ احساس ہوتا ہے کہ کاش! میرے والدین بھی اتنے امیر ہوتے کہ

میں بھی کسی اچھے ادارے میں تعلیم حاصل کر سکتا تو آج اس خواب کی تعبیر قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے کر دی ہے کہ دانش سکولوں کے اجراء سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ پاکستان میں بھی غریب سے غریب کا بچہ بھی بہترین سے بہترین ادارے میں تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! غریبوں میں خوشحالی پیدا کرنے کے لئے صرف تعلیمی میدان میں نہیں بلکہ غریبوں کو سر چھپانے کے لئے اُن کو گھر میسر کرنے کے لئے قائد محترم نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی اور وہ ایسی سکیم ہے کہ جس میں پوری غیر جانبداری ہے، پورا انصاف ہے، پورا میرٹ ہے اور ان گھروں کو قرعہ اندازی کے ذریعے غریب لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ آج تک پنجاب حکومت کے جتنے بھی سبسڈی کے پروگرام ہیں، غریبوں کی فلاح و بہبود کے جتنے بھی کام ہیں، آج تک جتنے بھی روزگار میسر کئے گئے ہیں وہ میرٹ پر دیئے گئے ہیں تاکہ کسی غریب کے بچے کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے ووٹ کم ہیں اس لئے اسے ملازمت سے محروم کیا گیا ہے، کسی غریب کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کا سیاسی اثر و رسوخ نہیں تھا اس لئے اس کو قرعہ اندازی کے بغیر کسی سفارش میں شامل نہیں کیا گیا حالانکہ کسی بھی سیاسی جماعت کے لئے یہ بڑا مشکل کام ہے کہ وہ تمام معاملات میرٹ پر چلائیں۔ ہزاروں لوگوں کی میرٹ پر بھرتیاں ہوئی ہیں، 35 ہزار کے قریب سکول ٹیچرز کی بھرتی کی گئی ہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں درجہ چہارم سے اوپر آج تک جتنی بھی بھرتیاں ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری میرٹ پر ہوئی ہیں، غیر جانبداری سے ہوئی ہیں اگر اُس کو سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرتے ہوئے پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے allies MPAs کو اگر وہ سیٹیں دی جاتیں تو میں کہتا ہوں کہ سیاسی طور پر ہمارے حلقے بہت مضبوط ہو سکتے تھے اور ہمیں سیاسی مفاد مل سکتا تھا۔

جناب سپیکر! ہمارے محترم قائد نے کسانوں کے لئے ٹریکٹرز کی جو سکیم دی ہے جس میں فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی سبسڈی موجود ہے اس سکیم کے تحت قرعہ اندازی کے ذریعے ٹریکٹروں کی ترسیل کی جا رہی ہے حالانکہ میں آج یہاں اس forum پر کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے کسانوں کو جو ٹریکٹر دیئے گئے تھے اُن میں پرچیاں چلی تھیں، پاسکو نے گندم کی جو خریداری کی تھی اُس میں سرکاری نمائندوں اور ایم این ایز کی پرچیاں چلی تھیں مگر محکمہ فوڈ میں گندم کی جتنی بھی خریداری کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غیر جانبداری اور برابری کے سلوک پر کی گئی ہے کسی کو بھی سیاسی مفاد نہیں دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پنجاب کے ہر شعبہ میں کرپشن ختم ہو گئی ہے اور میں پورے اعتماد سے ایک بات کہتا ہوں کہ ہمارے قائد کی یہ خواہش تھی کہ ہمارے عوامی نمائندوں، ہماری جماعت اور ہمارے

قائدین پر کسی طرح کی کرپشن کے حوالے سے کوئی آدمی اُنگلی نہ اٹھا سکے۔ آج پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی ایم پی اے پر کرپشن کا کوئی الزام نہیں ہے اور یہ اعزاز پہلی دفعہ پنجاب کی حکومت کو حاصل ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اگر میں یہ عرض کروں کہ جہاں تعلیم کے شعبے میں ترجیحات مقرر کی گئی ہیں اسی طرح صحت کے شعبے میں نہ صرف ہسپتالوں کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے بھاری رقوم مختص کی گئی ہیں بلکہ آنے والے دور میں صحت کے میدان میں ڈاکٹروں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نئے میڈیکل کالجوں کا اجراء کیا گیا ہے۔ اسی طرح زراعت کے شعبہ کو ترقی دینے کے لئے جس طرح incentives دیئے جا رہے ہیں، جس طرح کاشتکاروں کو قرضہ کی سہولت میسر کی جا رہی ہے، کاشتکاروں کو ٹریکٹر سکیم کے تحت سبسڈی دی جا رہی ہے، یہ زراعت کے شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا جا رہا ہے۔ پنجاب حکومت نے پہلے بھی کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنے اوپر بہت سارا مالی دباؤ برداشت کیا لیکن پنجاب کے کاشتکار کی گندم ضرور خریدی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کاشتکار کی بہتری کے لئے جو incentives دیئے انہی کے نتیجہ میں پنجاب کے کاشتکار نے پاکستان کو گندم میں خود کفیل کر دیا ہے بہت سارے دوستوں نے زراعت کے بارے میں یہ کہا کہ زراعت کے شعبہ پر ٹیکس لگایا جائے تو اس سلسلہ میں، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بہت سارے صاحبان شاید اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ کاشتکار پہلے بھی ٹیکس ادا کر رہے ہیں مگر آج ان مشکلات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے جو کاشتکار کو درپیش ہیں۔ ان مشکلات میں پانی کی کمی، ڈیزل کی قیمت میں اضافہ اور inputs کے اخراجات میں اضافہ ہیں جو کاشتکار کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ زراعت کا ہی ایک شعبہ ہے جو ابھی تک پاکستان میں زندہ ہے اور جس نے پاکستان کی معیشت کو زندہ رکھا ہوا ہے اس لئے اس شعبہ کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے اور اس شعبہ کی حوصلہ شکنی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے roads کے infrastructure اور rehabilitation کے لئے خاصی بھاری رقوم مختص کی ہیں۔ اسی طرح عوامی نمائندوں کے مختلف حلقہ جات میں جو ترقیاتی کام ہیں ان کے لئے بھی رقوم مختص کی گئی ہیں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے ایسے شعبہ جات ہیں جن میں ابھی تک بہتری کی گنجائش ہے۔ میں آپ کے توسط سے خاص طور پر وزیر خزانہ اور وزیر قانون کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ یہ درست ہے کہ غریب اور درمیانے طبقے کے پڑھے لکھے طلباء اور نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کرنے کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ایک

ایسا غریب ترین طبقہ جو پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں اور بے روزگار ہیں ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے پر غور کیا جانا بہت ضروری ہے اس کے لئے میری یہ تجویز اور گزارش ہے کہ ہاؤس میں جو بات کی جاتی ہے اس کو note بھی کیا کریں اور اس پر ضرور عمل کرنے کی کوشش کیا کریں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ غریب ترین طبقے کے لئے روزگار اس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے کہ نہروں کے کناروں کے پشتے درست کرنے، ان کی حفاظت اور نہروں کے کناروں پر درخت لگانے کے لئے اگر آپ بیلدار بھرتی کریں۔ اس کے بعد سڑکوں کی حفاظت کے لئے سڑکوں کے کناروں پر درخت لگانے کے لئے بیلدار کثیر تعداد میں بھرتی کریں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ غریب ترین طبقے کو روزگار بھی ملے گا اور ماحولیات میں بھی بہتری آئے گی اس طرح ملک میں جو درختوں کی کمی ہے وہ بھی کسی حد تک پوری ہو گی۔ اگر آج ایک بیلدار درخت لگاتا ہے تو دس سال کے بعد حساب کیا جائے تو اس کی مالیت اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ جس درجہ چہارم کے ملازم نے اس درخت کو لگایا ہو گا اور وہ درخت پروان چڑھے گا تو اس کی قیمت کا حساب لگایا جائے تو اس بیلدار کی دس سال کی تنخواہ بھی اس میں پوری ہو سکتی ہے اور سڑکوں کا تحفظ بھی ہو سکتا ہے اور infrastructure بھی محفوظ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ repair کے اخراجات میں بھی کمی آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ نہروں کے کناروں پر جو سالانہ اخراجات ہوتے ہیں ان میں بھی کمی آ سکتی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ جناب وزیر خزانہ میری اس بات کو ضرور note فرمائیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اور بات کی طرف جناب وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہیپاٹائٹس پاکستان میں ایک ایسا موذی مرض ہے جو کینسر سے کم خطرناک نہیں ہے مگر بد قسمتی سے یہ پورے پاکستان میں اس طرح پھیل گیا ہے کہ اس کے تدارک کے لئے پرزور مہم چلائی جانی چاہئے صرف مالی امداد سے کچھ نہیں بنے گا۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ میرے حلقہ انتخاب حویلی لکھا شہر میں ہیپاٹائٹس کے موذی مرض کی یہ صورتحال ہے کہ وہاں ایک دفعہ اس کا ٹیسٹ کیا جا رہا تھا، ٹیسٹ کرانے کے لئے لوگ لائنوں میں کھڑے تھے جب پندرہ میں سے گیارہ لوگوں کا ٹیسٹ positive آیا تو باقی چار لوگوں نے ڈر کے مارے ٹیسٹ ہی نہیں کرایا اس لئے کہ ان کو یہ خوف تھا کہ کہیں وہ بھی اس موذی مرض میں مبتلا نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ alarming صورتحال ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حویلی لکھا میں ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے خصوصی طور پر سنٹر قائم کیا جائے جہاں ہیپاٹائٹس کا سپیشل ڈاکٹر بھی ہو اور وہاں حکومت کی طرف سے

فنڈز بھی فراہم کئے جائیں تاکہ غریب لوگ جو اتنا قیمتی علاج نہیں کرا سکتے ان کی مالی مدد بھی کی جاسکے اور وہ اپنا علاج بھی کرا سکیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اپوزیشن کے دوستوں نے بھی اپنا جمہوری کردار ادا کیا۔ انہوں نے بجٹ پر تنقید بھی کی لیکن ایک بات میں کہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے تمام دوستوں کی تقاریر میں کبھی غصہ اور کبھی سوز محسوس ہوتا تھا۔ وہ بے شک بات نہ مانتے ہوں لیکن ان کا دل یہ اقرار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کاش! وہ کچھ تعریفی جملے بھی کہہ دیتے کیونکہ تنقید برائے تنقید جمہوریت کا حُسن نہیں ہے بلکہ تنقید برائے اصلاح ہی جمہوریت کا حُسن ہے۔ ہمارے بھائی ڈاکٹر صاحب نے ابھی ابھی کہا کہ ییلو کیب سکیم جو غریبوں کو روزگار میسر کرنے کے لئے دی جا رہی ہے اس میں بھاری رقوم باہر بھیجی جائیں گی۔ انہوں نے شاید بجٹ پوری طرح نہیں پڑھا کہ اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کے اندر جو گاڑیاں بنیں گی جو کم CC کی ہوں گی وہی گاڑیاں ییلو کیب سکیم کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور آخر میں ایک دفعہ پھر جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کا دل غریبوں کے لئے ہمیشہ دھڑکتا ہے اور جن کا ایک ایک لمحہ اس صوبہ کی خوشحالی کے لئے صرف ہو رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ ہمارے ملک کو ایسی قیادت میسر رہے تاکہ یہ صوبہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ پاکستان اور یہ صوبہ ہمیشہ سلامت تا قیامت رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا سر سبز ہلالی پرچم دنیا کے تمام جھنڈوں میں بلند سے بلند تر رہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں نے جس کمیٹی کا پہلے اعلان کیا تھا اس کے Convener رانا محمد افضل صاحب ہوں گے اور Co-convener محمد محسن خان لغاری صاحب ہوں گے۔ رائے محمد شاہجہان خان!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

دیکھ کہ آہن گر کی دکاں میں
تُند ہیں شعلے سرخ ہیں آہن
پھیلا ہر اک زنجیر کا دامن
کھلنے لگے قُفلوں کے دہانے

بول کہ جو کچھ کہنا ہے کہہ لے
تیرا سُتواں جسم ہے تیرا
بول کہ جاں اب تک تیری ہے
بول کہ تھوڑا وقت بہت ہے
جسم و زباں کی موت سے پہلے
بول کہ جو کچھ کہنا ہے کہہ لے

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں تاریخ ساز blind vision بجٹ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا ہو گا۔ حکومت پنجاب کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ آنے والا وقت کیا ہے؟ صورتحال کتنی تبدیل ہو چکی ہے؟ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے پوائنٹ نمبر 17 میں لکھا ہے کہ صوبے کو اٹھارہویں آئینی ترمیم کی صورت میں پیدا ہونے والی صورتحال کا ادراک ہے اور اس سلسلہ میں اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ صوبہ پنجاب کا بجٹ بنانے والوں کو یہ احساس ہی نہیں ہوا میرا خیال ہے کہ صوبہ پنجاب کے بجٹ بنانے والوں کو یہ احساس ہی نہیں ہوا اور وقت ہی نہیں ملا کہ وہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کا مطالعہ کر سکیں۔ انہوں نے ایک بیورو کریٹک بجٹ بنا کر اسمبلی میں پیش کر دیا اور اُس میں یہ نعرہ بھی درج کر دیا کہ ہم اغیار کی امداد نہیں لیں گے، ہم غیر ملکی امداد پر انحصار نہیں کریں گے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح سے صوبے کو چلائیں گے، اِن کے پاس کون سے وسائل اور آمدنی ہے جس کو base بنا کر انہوں نے یہ نعرہ لگایا ہے کہ ہم اغیار کی امداد کو قبول نہیں کریں گے۔ میں یہاں اٹھارہویں آئینی ترمیم کا ایک پیرا quote کئے دیتا ہوں جو تمام پارٹیوں نے بیٹھ کر متفقہ طور پر بنائی ہے۔

(a) The net proceeds of the Federal Excise Duty on Natural Gas levied at well-head and collected by the Federal Government and the royalty collected by the Federal Government shall not form part of the Federal Consolidated Fund and shall be paid to the Province in which the well-head of Natural Gas is situated.

اسی طرح دوسرا پیرا بھی quote کرتا ہوں:

(b) the net proceeds of the Federal Excise Duty on oil levied at well-head and collected by the Federal Government shall not form part of the Federal Consolidated Fund and shall be paid to the Province in which the well-head of oil is situated.

جناب سپیکر! اٹھارہویں آئینی ترمیم میں ایک economic council بھی بنائی گئی ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ جس صوبے میں آپ نے کوئی ہائیڈرو پراجیکٹ بنانا ہوگا اُس صوبے سے پوچھنا پڑے گا پھر اس میں ایک اور ترمیم بھی ڈالی گئی ہے کہ oil, gas یا power generation کے جو موجودہ پراجیکٹ چل رہے ہیں اُس کو وہ صوبہ اور مرکز آدھا آدھا تقسیم کرے گا۔ NFC ایوارڈ جس کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ ہم نے چھوٹے صوبوں کو اُن کے حقوق دے دیئے ہیں۔ مرکز کا جو consolidated fund ہے اُس کی آمدنی کی سب سے بڑی مد پاکستان کے mineral, oil, gas اور power generation سے آنے والی آمدنی ہے۔اب حکومت اور ہم پنجاب کے عوام اس سے مستفید نہیں ہو سکیں گے کیونکہ ہم ہمیشہ اپنی آبادی کے حساب سے 52 فیصد لے کر اس صوبے کی ترقی پر خرچ کرتے رہے اور کم آبادی والے صوبوں کو محروم رکھا بلکہ ہم نے اُس آمدنی سے بھی یہ کیا کہ پنجاب کے پانچ بڑے شہروں کے اندر ڈویلپمنٹ کی اور آدھی سے زیادہ سیٹیں چونکہ اِن پانچ شہروں کے اندر ہیں تو پنجاب کے rural areas میں رہنے والے عوام اور نمائندوں کو بھی مجبور ہونا پڑا کہ وہ اس صوبے کی pro establishment جماعت کے ساتھ کھڑے ہوں۔ وہ جو نعرہ لگاتے ہیں کہ میں نظام بدلوں گا تو اب وہ نظام بدل چکا ہے اور تقسیم بدل چکی ہے۔ اب حکومت پنجاب کو اس کا ادراک ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس کیا وسائل بچے ہیں جن سے ہم آمدنی حاصل کریں گے؟ صرف دو چیزیں پنجاب کے پاس باقی رہ گئی ہیں ایک agriculture اور agro based industry جو ہمارے لئے ٹیکس پیدا کر سکتی ہے اور ایک پنجاب کا literacy rate ہے یعنی human resource جس کو ہم پالش کر کے export کر کے باہر بھیج سکتے ہیں اور اُس سے اس صوبے کی آمدنی کے لئے خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بجٹ ایک اندھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس بجٹ کو میں نے اندھا بجٹ اس لئے کہا ہے کہ agriculture کے

لئے کوئی خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے اور نہ ہی human resource کو پالش کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے۔ پچھلے سال پانچ میڈیکل کالجوں کا اعلان کیا گیا تھا جو بڑا مستحسن اقدام تھا کیونکہ اس سے صوبے کے مزید بچے ڈاکٹر بنتے جو بیرون ممالک میں جاکر نوکریاں کرتے، foreign exchange کماتے اور آپ کو اتنی heavy remittances بھیجتے کہ جتنا عام worker باہر جاکر آپ کو نہیں بھیج سکتا۔ بجٹ تقریر میں انہوں نے واضح لکھا ہے کہ وہاں پر کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے لیکن ابھی میرے بھائی گورچانی صاحب نے بتایا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے میڈیکل کالجوں میں ایک اینٹ بھی نہیں لگی۔ ہم نے اپنے talent کا مدفن بنا دیا ہے۔ ہمارے بچے انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں کے داخلے میں ایک ایک نمبر سے slip ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ گنوا دیا ہے جبکہ ہم نعرے لگا رہے ہیں کہ ہم اغیار کی امداد قبول نہیں کریں گے اور ہم صوبے کو ایسے ہی چلائیں گے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ نظام کیسے چلائیں گے؟

جناب سپیکر! دوسرا اہم point زراعت ہے اُس کے لئے آپ نے کیا مخصوص کیا ہے اور لائیو سٹاک کو اٹھانے کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟ آپ نے زراعت کو دفنا دیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ 4۔ارب روپے کی پیلی ٹیکسی چلے گی لیکن یہ کیوں نہیں لکھا کہ 4۔ارب روپے کے ٹریکٹر چلیں گے، 4۔ارب روپے کے لیزر لیولر چلیں گے اور 4۔ارب روپے سے مصنوعی نسل کشی کے لئے genetic control جو ہمارے لائیو سٹاک کے اندر دودھ اور گوشت کی پیداوار کے لئے ضروری ہے اس شعبے کو taxable بنانے کے لئے آپ نے کیا investment کی ہے؟ یہ ایک بیوروکریٹک بجٹ ہے اور ان محکموں کو جو بجٹ دیا گیا ہے وہ صرف buildings بنانے کے لئے، vehicles خریدنے کے لئے اور بیوروکریسی کو کھلانے کے لئے ہے جو non developmental budget ہے۔ ان دو نکات سے پتا چلتا ہے کہ یہ بجٹ جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ ہم اس صوبے کی آمدنی کو raise نہیں کر سکتے اور اس صوبے کو اغیار کی مدد کے بغیر نہیں چلا سکتے۔ یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ Divisible Pool سے ہمیں 500۔ارب روپے آئے ہیں کیا اُس میں اغیار کی امداد شامل نہیں ہے؟ اگر ہمت ہے، اپنی بات کو پورا کر سکتے ہیں اور اپنے قول پر کھڑا رہ سکتے ہیں تو یہ بھی refuse کریں کہ ہم اُس Divisible Pool میں شامل ہونے والی غیر ملکی امداد کا حصہ بھی surrender کرتے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ آپ پنجاب کو ایک دن کے لئے کیسے چلائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ذراwind upکریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! اس صوبے کے بڑے ہونہار بیوروکریٹ ہیں جنہوں نے بجٹ بنایا ہے۔12 فیصد غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ ،14 فیصد ترقیاتی اخراجات میں اضافہ اور اوپر سے hostility کے نعرے لگاتے ہیں۔ ہاں، حکومت پنجاب نے بالکل ترقیاتی کاموں کا بجٹ کاٹ کر hostility دکھائی ہے۔ یہ ایک non visionary بجٹ ہے لہذا ہمیں آنے والے وقتوں کے لئے حکومت پنجاب کے style کو change کرنا ہوگا۔ اگر آپ نے survive کرنا ہے تو آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ پاکستان کا معاشی نظام تبدیل ہو چکا ہے۔ پاکستان سے جو آپ کو آمدنی ملتی تھی جس سے آپ پانچ شہروں کو خوبصورت بنا کر پنجاب پر قبضہ کرتے تھے اور پھر مرکز پر قبضہ کرتے تھے اب وہ گدھا مر چکا ہے جس پر بیٹھ کر آسانی سے pro establishment جماعتیں اسلام آباد پہنچ جاتی تھیں۔ یہ ہے نظام کا بدلاؤ اور طریقہ جو بلوچستان، سندھ اور NWFP کی عوام کو دیا گیا ہے وہاں پر ایک تبدیلی آئے گی اور اب وہاں ایک نیا سورج اُبھر رہا ہے۔ میں ایک شعر آصف علی زرداری کے wisdom پر کہوں گا جنہوں نے دو بار Prime Minister کے سودے میں اپنے مجبور اور مکھور سندھی، بلوچی، پٹھانوں اور تمام عوام کے لئے اپنی financial autonomy حاصل کی:

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوہ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایامِ جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ

جناب سپیکر! آنے والا scenario بہت خطرناک ہے۔ اب پنجاب کو اپنے بیوروکریٹک نظام سے نکلنا ہوگا، پنجاب کو اپنے عوامی نمائندوں کی بات سننی ہوگی اور پنجاب کے عوام کو اقتدارِ اعلیٰ میں سے حصہ دینا ہوگا۔ کتنی بڑی discrimination ہے کہ 4۔ارب روپے پیلی ٹیکسی میں ضائع کر رہے ہیں جبکہ چولستان کے لئے صرف 36 کروڑ روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔ چولستان کے عوام کو آپ 36 کروڑ روپوں میں کیا دیں گے کیونکہ آپ کے سیکرٹریٹ کا بجٹ چولستان کے عوام سے زیادہ ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم صوبے کی division کو روکیں گے۔ مجھے بتائیں کہ اربن ڈویلپمنٹ کے لئے کتنے کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں؟ اربن ڈویلپمنٹ کے لئے پنجاب کے اندر جو رقم مخصوص کی گئی ہے وہ 8۔ارب روپے ہے لیکن 36 کروڑ روپے چولستان کی عوام کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! سڑکیں36۔ارب35کروڑ کی، ضلعی پیکیج5۔ارب5کروڑ روپے کا اور آج کے سب سے زیادہ بڑے پیداواری سیکٹر زراعت کے لئے 2۔ارب روپے کے شمسی توانائی کے ٹیوب ویل، ارے! اتنا بڑا جھوٹ، اتنا بڑا افراڈ پاکستان کی تاریخ اور پنجاب کی تاریخ میں پنجاب کے عوام کے ساتھ کسی وزیر اعلیٰ نے نہیں کیا ہوگا۔2۔ارب روپے ہمارے لئے رکھے یعنی فارم ٹو مارکیٹ کی سڑکوں کے لئے۔ ارے! اگر پنجاب کو چلانا ہے تو اس 60۔ارب روپے کو کاٹو۔اس کو invest کریں لائیو سٹاک کے اندر، اسے invest کریں زراعت کے اندر۔ پنجاب بنک جس کے قرضوں کا رونا رویا جاتا ہے تو اس سال کے بجٹ میں پنجاب بنک کے لئے کتنا پیسا رکھا گیا ہے کہ یہ کسانوں کو lower interest rate پر قرضہ دے گا؟ کہاں سے آپ اپنی زراعت کو اٹھائیں گے ؟ کہاں سے آپ اپنے لائیو سٹاک کو اٹھائیں گے اور کہاں سے آپ اس پر اپنی agro based economy کو؟ پنجاب کے پاس صرف Federal Divisible Pool میں سے غیر ملکی امداد کے ساتھ ساتھ جو جی ایس ٹی آپ جمع کراتے ہیں اس کا 52 فیصد آپ کو ملے گا اور مزید نہیں ملے گا۔آپ نے تو اپنی ٹیکسیشن کا ادارہ بھی اس بجٹ میں نہیں رکھا اور اس کے لئے بھی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے تو اس صوبے کو کیسے چلائیں گے ؟

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کو پتا ہے کہ یہ tenure اس سال ختم ہو جائے گا اور سال جوں کا توں گزر جائے گا۔ میں سلام کرتا ہوں bureaucratic خادم اعلیٰ، وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہ انہوں نے پنجاب کی بیوروکریسی کے ساتھ مل کر اس صوبے کے بجٹ کی جو "مت ماری" ہے۔ ویسے بھی قائد اعظم نے کہا تھا کہ اس صوبے کے بیوروکریٹ اس صوبے کے عوام کے خادم ہیں اور جو سب سے بڑا خادم ہے اس کا نام چیف سیکرٹری پنجاب ہے۔ چیف سیکرٹری پنجاب کے نام کا اردو میں مطلب خادم اعلیٰ نکلتا ہے اور وہ خطاب آپ نے لے لیا اور سچ مچ کے آپ ان بیوروکریٹوں کے سربراہ بن بیٹھے اور اپنی کابینہ کو اپنے آپ سے نکال دیا۔ ارے! جس گھر کے نوکروں کے اوپر اس کا سربراہ نہیں ہوتا وہ گھر کبھی نہیں چلتا۔ اس کے جانوروں اور بھینسوں کو بھی کوئی چارہ نہیں ڈالتا۔ آپ نے پنجاب کی بیوروکریسی کو شتر بے مہار چھوڑ دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ نے ہمیں ان خونخوار درندوں کے آگے چھوڑ دیا ہے جو آگے سے مذاق کرتے ہیں۔ میں نے کل اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی تو رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ بڑی مضحکہ خیز تحریک استحقاق ہے۔ جو تحریک استحقاق عادل نذیر اتراء نے دی وہ کتنی مضحکہ خیز تھی؟ استحقاق کمیٹی کیا ہوتی ہے ہمیں آج تک اس کا پتا نہیں چل سکا۔ کیا ہوتی ہیں پارلیمانی کمیٹیاں؟ آج تک پنجاب اسمبلی کی

ان کمیٹیوں کا بجٹ surrender ہوتا رہا ہے جو کہ کتنا شرمناک پہلو ہے کہ آپ پاکستان کی عوام کو حصہ ہی نہیں دینا چاہتے۔ جس طرح سے ایک امیر آدمی کوئی خوبصورت چیز دکھاتا ہے، اپنی لینڈ کروزر میں بیٹھ کر آتا ہے، اچھا سوٹ پہن کر آتا ہے اور وہ کسی کو دیتا لیتا کچھ نہیں ہے اسی طرح آپ نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنادی کہ یہ لو جی دو گھر ہیں انہیں دیکھو اور خوش ہوتے جاؤ۔ اسی طرح آپ نے ہمیں کہہ دیا کہ یہ لو 2-ارب روپے کے شمسی توانائی کے ٹیوب ویل ہیں۔ نہیں لیکن دیکھو اور خوش ہو تو یہ تماشا اور یہ ظلم بند ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کو اپنی حکومت کا style بدلنا چاہئے اور توانائی کے متعلق آپ نے بڑا نعرہ لگایا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! جلدی اسے wind up کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں wind up کروں گا لیکن میرے ساتھ ظلم نہ کریں۔ ابھی آپ نے energy crises کا نعرہ لگایا۔ اگر آپ کہیں تو اٹھارہویں ترمیم بھی پڑھ دیتا ہوں جس میں لکھ دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ اپنی بجلی پیدا کر سکتا ہے اور اس کی پیداوار کو بڑھا سکتا ہے۔ 120 میگاواٹ کا ایک ہائیڈل پراجیکٹ تونسہ کے مقام پر اور 500 میگاواٹ نجی شعبہ سے، نجی شعبہ کیا ہے؟ میں اس بارے میں بتاتا ہوں کہ نجی شعبہ پنجاب کی شوگر ملیں ہیں جن پر ایک ہی خاندان کی monopoly ہے۔ جس کے پاس جو کاروبار ہو گا وہ اسے مہنگے داموں فروخت کرے گا۔ آپ کے لئے پنجاب کی شوگر ملوں کی بجلی fuel والی بجلی کے rate پر حاضر ہے، فرنس والی بجلی کے rate پر حاضر ہے، ڈیزل والی بجلی کے rate پر حاضر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیونکر لگائے جائیں گے نہروں کے اوپر چھوٹے ڈیم اور نہروں کی جھالوں پر چھوٹے چھوٹے پراجیکٹ کیونکر لگائے جائیں گے؟ نہیں لگائے جائیں گے کیونکہ اگر متبادل موجود ہوں گے تو اپنی مرضی کا rate نہیں ملے گا۔ یہی bargaining مرکز کے ساتھ 3600 میگاواٹ کے لئے شوگر ملوں کی چل رہی ہے کہ ہم آئی پی پیز والا rate لیں گے، ہم سستی بجلی مہیا نہیں کریں گے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ساتھ مل کر بڑی بڑی سکیمیں بنانے اور اپنی جیبیں بھرنے سے عوام کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو چند تجاویز صوبے کے بجٹ کے لئے دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ لکھ کر دے دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! صرف تین تجاویز ہیں جو کہ اتنی لمبی نہیں ہیں اور وہ اتنی خطرناک بھی نہیں ہیں۔ کورم بھی نہیں ہے کہ زیادہ لوگ سنیں گے اور صحافی بھی زیادہ تعداد میں نہیں بیٹھے ہوئے اسی لئے بہتر ہے کہ انہی لمحات میں سن لیں ورنہ پھر ہمیں گزارشات کرنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! جب ہم ضلع کے بجٹ کی کمیٹی میں بیٹھے، جب ہم T.M.A کی بجٹ کی کمیٹی میں بیٹھے تو ہمیں پتا چلا کہ ہر بجٹ کا 80 فیصد حصہ fix liability میں جاتا ہے جو کہ ملازمین کی تنخواہیں، ان کی پنشنز اور ان کی گریجویٹی ہیں، 5 فیصد contingency کے لئے رکھا جاتا ہے اور 15 فیصد so called حصہ development کے لئے دیا جاتا ہے جس کے لئے ایم پی ایز پر میڈیا الزامات عائد کرتا ہے، جس کے لئے ہمیں بے ایمان ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس 80 فیصد حصے والے سے تو پوچھیں۔ آپ کو اس style اور patron کو بدلنا ہو گا اور یہ کیونکر بدلا جا سکتا ہے؟ یہ صوبے کی بیوروکریسی سمجھتی ہے لیکن وہ کبھی نہیں بدلے گی، کبھی نہیں کہے گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس nondevelopmental بجٹ کو کم کر کے 50,50 ہی کر دیا جائے تاکہ اس صوبے کے اندر سڑکوں کا جال بچھ سکے، تاکہ اس صوبے کے بچوں کو تعلیم مل سکے۔ یہ ہمارے 80 فیصد وسائل کھا رہے ہیں۔ 6۔ ارب روپے آپ نے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے رکھے ہیں۔ اس share کو بڑھایا جائے، پرائیویٹ سیکٹر کے اندر اس کی investment کی جائے اور یہ سکول اور فاؤنڈیشن کا پیسا ان لوگوں کو مت دیا جائے جو آپ کے پیارے ہوں۔ ان سکولوں کے پروگرام کو جو monopolize کریں۔ جتنے پڑھے لکھے گریجویٹ ایجوکیشن سے باہر آتے ہیں، انہیں ملا کر ایک گروپ قائم کیا جائے اور انہیں ایک ایک سکول دیا جائے تاکہ آپ اس پنشن اور گریجویٹی کے نظام سے باہر آ سکیں۔ اس permanent liability کے نظام سے باہر آ سکیں۔ ایسے ہی آپ ڈاکٹروں کو ملا کر نئے سرکاری ہسپتال قائم کرنے کی بجائے پنجاب بنک کو investment consortium بنائیں کیونکہ آپ کے پاس خوش قسمتی سے بنک ہے جسے صحت کا بجٹ shift کریں تاکہ وہ اپنے ہسپتال اور سکول بنائے۔ آپ اس مستقل بوجھ سے نکل کر ڈویلپمنٹ کا بجٹ بڑھا سکیں اور عوام الناس کو خوش کر سکیں۔

جناب سپیکر! کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن آخر میں مجھے رات کو حبیب جالب صاحب خواب میں ملے تھے جنہوں نے مجھے کہا کہ جالب بنام وزیر اعلیٰ ایک شعر ضرور لوٹا دینا:۔

وہ جو چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
دیپ جس کا محلات ہی میں جلے

وہ جو ہر مصلحت کے سائے تلے پلے
ایسے دستور کو صبح بے نور کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا
(نعرہ ہائے تحسین)

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011، (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرل پنجاب مصدرہ 2011 (ترمیم)، دادرسی مختص مصدرہ 2011، (ترمیم) متولیان سرکار مصدرہ 2011 اور (ترمیم) ہتک عزت مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

The Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011(Bill No. 14 of 2011), the Punjab Administrator Generals (Amendment) Bill 2011 (Bill No.15 of 2011), The Specific Relief (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 16 of 2011), The Official Trustees (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 17 of 2011), The Defamation (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 18 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب محترمہ شگفتہ شیخ مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد مصدرہ 2011 اور (ترمیم) (رجسٹریشن و کنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 26 of 2011) and the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.27 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بدھ کو بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 15۔جون 2011 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔